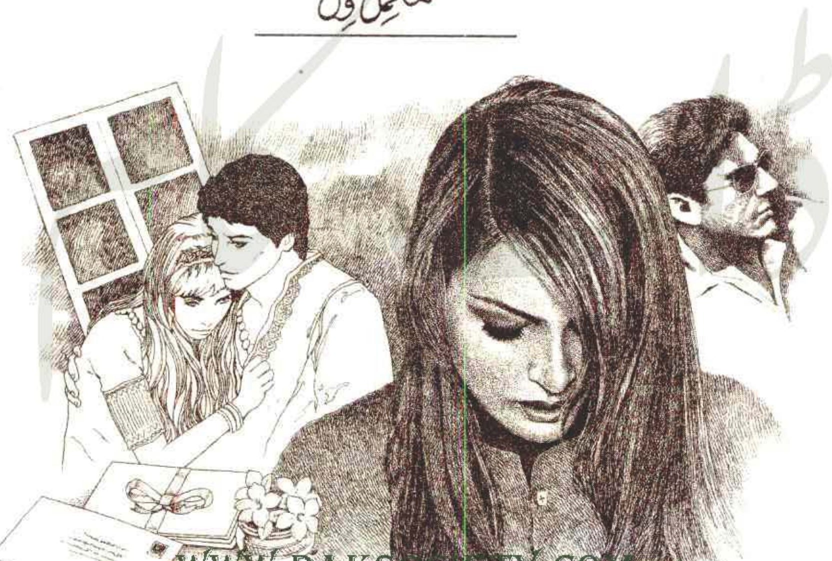
سمیرا حمید

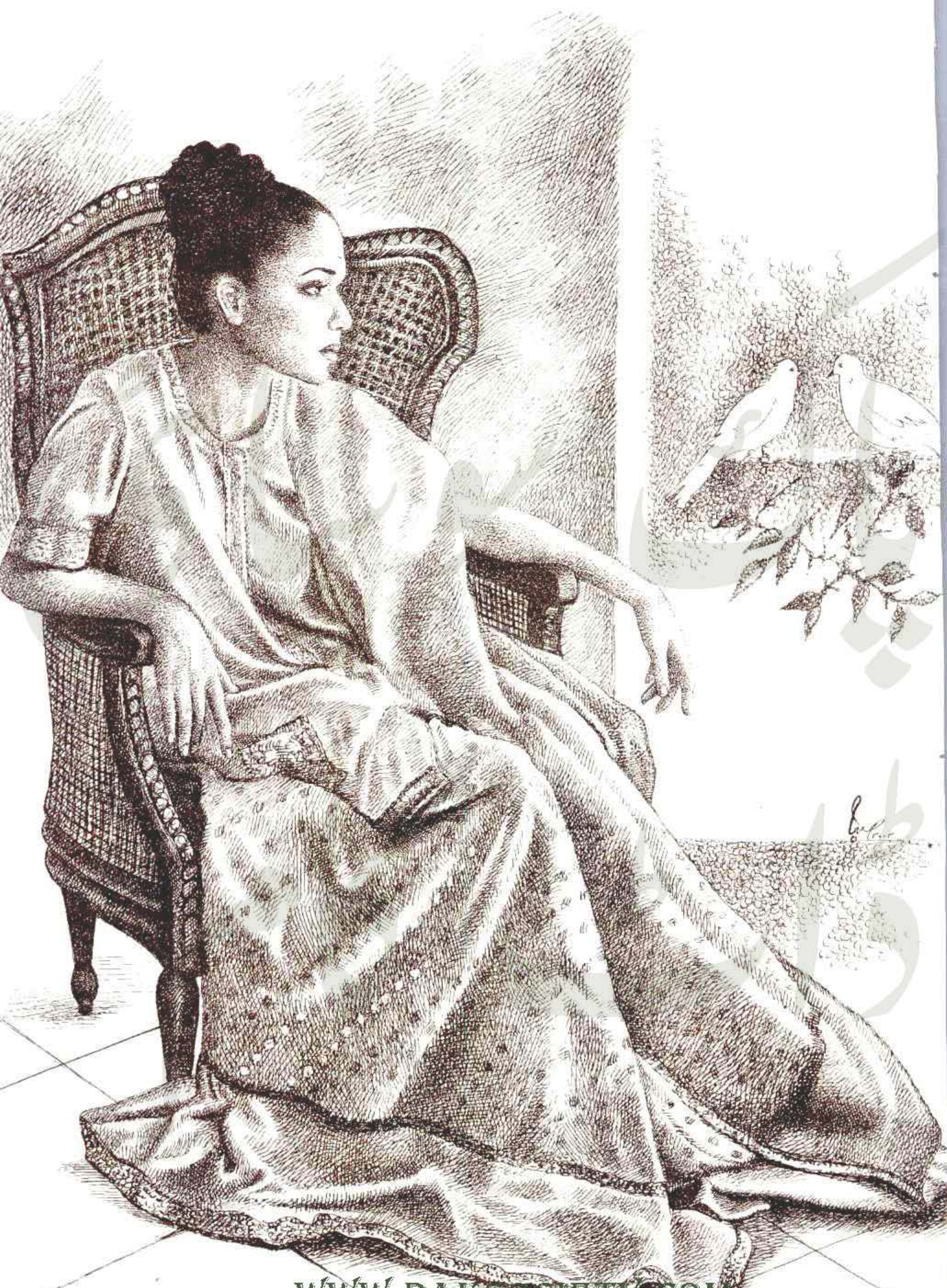


امرحہ کی پیدائش کے وقت اتفاقی طور پر رونما ہونے والے چند ناگوار اور نقصان دہ واقعات کے سبب وہ اپنے خاندان میں ''منحوس'' مشہور ہو جاتی ہے۔ اس کے بابا 'اماں' دادی اور تینوں بہن بھائی دانیہ 'حماد اور علی اسے اکثر جنم جلی 'منحوس' کالی نظر اور کالی زبان کہتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کی منگنی بھی ان ہی افواہوں کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اپنی نحوست کے صبح شام قصے سن کر امرحہ خود ترسی کا شکار ہو کر روتی رہتی ہے۔

پورے گھر میں صرف دادا ہی اس کی دل جوئی کرتے ہیں اور گھر والوں کی باتوں کو لغو قرار دیتے ہوئے امرحہ کو بھی ان پر کان دھرنے سے منع کرتے ہیں۔ امرحہ کی اپنے دادا سے خوب بنتی ہے۔ وہ سارا دن ان کے ساتھ پنجاب لائبریری میں گزارتی ہے۔ جہاں وہ لائبریرین تھے دادا اسے سمجھاتے ہیں کہ تم پڑھائی پر دھیان دو اور اسکالرشپ لے کر باہر ملک چلی جاؤ۔ امرحہ اپنے باقی بہن بھائیوں کی طرح پڑھائی میں کمزور ہے 'مگر دادا کی بات پر وہ ٹاپ کرنے کے لیے جدوجہد شروع کر دیتی ہے 'مگر پھر بھی بہت اچھے نمبر حاصل نہیں کر پاتی۔ اسی دوران اس کی شادی کا سلسلہ چلتا ہے 'مگر پندرہ روز قبل دولہا کی جوان بہن کے بیوہ ہو جانے پر اس کی شادی رہ جاتی ہے اور اس کی نحوست پر ٹھپہ لگ جاتا ہے۔ امرحہ دل برداشتہ ہو کر نیند کی گولیاں کھا کر خود کشی کی کوشش کرتی ہے تاہم بچ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے بعد امرحہ کی زندگی مزید تلخ ہو جاتی ہے۔ وہ مختلف بیرون ملک کالج و یونیورسٹیوں کے ہزاروں آن لائن اسکالرشپ فارم بھرتی ہے 'مگر ہر جگہ سے انکار ہوتا رہتا ہے۔ بالآخر مانچسٹر یونیورسٹی سے اسے اسکالرشپ مل جاتا ہے جو اس یونیورسٹی کی طلبا سوسائٹی اپنے ذاتی فنڈ سے دیتی ہے۔ جس کی رو سے امرحہ کو تیس فیصد ادا کرنا ہوتا ہے باقی ستر فیصد کی ادائی ان کی طرف سے ہوگی۔ اس کے علاوہ دو دن کی میزبانی کے

مکمل ناول





بعد امرحہ کو اپنی رہائش اور اخراجات کا خود بندوبست کرنا ہوگا۔ یہ سب باتیں اسے برطانیہ پہنچنے کے بعد دائم بتاتا ہے۔ دادا جی امرحہ کے لیے پیسے اکٹھے کرکے اسے برطانیہ بھجوادیتے ہیں۔ باقی اسے خود اپنے بل بوتے پر کرنا ہوگا۔ عذرا، شرلی، بیٹی لو اور للی کول سے اس کی ابتدائی ملاقات ہوتی ہے۔

امرحہ پڑھنے کے ساتھ ساتھ ایک کافی شاپ میں جاب کرنے لگتی ہے اور لیڈی مہر کے گھر اس کی رہائش کا بندوبست بھی ہوجاتا ہے۔ لیڈی مہر بے اولاد خاتون ہیں۔ انہوں نے اپنے شنل کاک نامی اپنے ہاسٹل نما گھر میں مختلف بچوں کو اولاد کی طرح رکھا ہے۔ ان ہی میں ایک عالیان مارگریٹ ہوتا ہے۔ وہیں سادھنا، ویرا اور این اون سے اس کی دوستی ہوجاتی ہے۔ جاب کے دوران وہ ڈیرک کے ساتھ مل کر ڈاکومنٹریز فلم بنانے لگتی ہے۔

اسی دوران امرحہ کے بابا جن کی اعظم مارکیٹ میں قالین کی دکان ہوتی ہے، آگ لگ جاتی ہے۔ جس سے ان کا بیس، پچیس لاکھ کا نقصان ہوجاتا ہے۔ انہیں اٹیک ہوجاتا ہے۔ امرحہ انہیں تسلی دیتی ہے اور ڈاکومنٹری فلم سے ملنے والے پیسے ان کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروادیتی ہے۔ اس کے علاوہ لیڈی مہر بھی اسے ایک چیک دیتی ہیں۔ امرحہ وہ رقم بھی پاکستان بھجوادیتی ہے۔ امرحہ کے والد بہت خوش ہوتے ہیں۔ امرحہ اپنی کمرے کی کھڑکی میں کھڑی ہوتی ہے جب عالیان مارگریٹ کسی اسپائیڈر مین کی طرح اس کی کھڑکی میں جھانکتا ہے۔ امرحہ کی چیخ نکل جاتی ہے۔

عالیان بتاتا ہے، یہ اس کا گھر ہے، وہ اس کے کمرے کی کھڑکی سے کود کر باہر نکل گیا، تھوڑی دیر بعد گھر میں آوازیں گونجنے لگیں تو سادھنا نے بتایا کہ لیڈی مہر کا بیٹا آیا ہے۔ وہ لیڈی مہر کے کمرے میں گئی تو دیکھا کہ وہ لیڈی مہر کے بیڈ پر بیٹھا انہیں کیک کھلا رہا تھا۔ اسے یاد آیا کہ لیڈی مہر نے ایک بار بتایا تھا کہ ان کا بیٹا بھی اس کی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے اور بہت قابل ہے۔

امرحہ کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کا نام عالیان تھا اور اس کی ماں کا نام مارگریٹ۔ اسے عجیب سا لگا، ناجائز؟

دوسرے دن لیڈی مہر کی سالگرہ تھی، جو ان کے بچوں نے بڑے اہتمام سے منائی۔ انہوں نے امرحہ کو عالیان کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے اسے ایک ادارے سے لیا تھا اور بڑی تن دہی سے اس کی تربیت کی ہے۔ امرحہ کو افسوس ہوا کہ اس کی اماں نے کبھی بیٹوں کی تربیت پر توجہ نہیں دی تھی۔

ویرا کا ساتھ امرحہ کو احساس دلا رہا تھا کہ عورت بھی بہادر ہوسکتی ہے۔ عالیان کی توجہ نے امرحہ کو ایک عجیب احساس سے دوچار کردیا، وہ لاشعوری طور پر عالیان سے متاثر ہورہی تھی۔

لیڈی مہر کی لاڈلی بیٹی مور گن کی شادی میں امرحہ اور سادھنا شہ بالیاں تھیں۔ کالے سوٹ میں ملبوس عالیان کی نظریں امرحہ پر مرکوز تھیں۔

مانچسٹر میں ڈریگن پریڈ (نئے سال کی پریڈ) تھی امرحہ کی چینی کلاس فیلو چی من نے امرحہ کو پریڈ میں حصہ لینے کا کہا۔

امرحہ ڈریگن کے لباس میں تھی عالیان نے پریڈ کے دوران امرحہ کو پرپوز کیا۔

اس نے صاف انکار کردیا اور جھوٹ بولا کہ اس کی پاکستان میں منگنی ہوچکی ہے اور اس کی واپسی کے بعد اس کی شادی ہوجائے گی۔ عالیان یہ سن کر شدید صدمہ کا شکار ہوگیا۔

امرحہ انکار کرکے خوش نہیں تھی۔ ویرا نے اس سے اس کی اداسی کی وجہ پوچھی۔

ہارٹ راک کیفے میں ڈی جے ایک خاص ڈسک جو کارل نے دی تھی لگاتا ہے۔ کیفے میں عالیان بھی موجود ہوتا ہے۔ ڈسک کے چلتے ہی ——— کیفے میں موجود تمام اسٹوڈنٹس عالیان کو دیکھنے لگے ہیں۔ یہ وہ گفتگو ہوتی ہے جو امرحہ نے ویرا سے عالیان کے بارے میں کی تھی۔ اسے ناجائز ہونے کی گالی دی تھی۔ اس کی ماں کے کردار پر شبہ ظاہر کیا تھا۔ عالیان کی ماں۔ اس کی اب تک کی زندگی کی واحد محبت "مارگریٹ جوزف"

عالیان کی ماں مارگریٹ جوزف اپنی لبنانی شوہر کو ٹوٹ کر چاہتی تھی۔ وہ اسے چھوڑ کر چلا گیا۔ مارگریٹ گویا جیتے جی مر گئی اور جب اس کے شوہر نے اسے لعنت قرار دیا تو وہ اس دنیا سے رخصت ہوگئی۔

مارگریٹ جوزف کے مرنے کے بعد عالیان کو بے سہارا بچوں کی دیکھ بھال کے ایک پرائیویٹ ادارے میں داخل کروادیا

گیا۔ اس ادارے سے لیڈی مہر عالیان کو گود لے لیتی ہیں۔ لیڈی مہر عالیان کی زندگی میں اپنی ماں کے بعد دوسری عورت تھی جس نے اسے پیار دیا۔ بے لوث محبت کی۔

عالیان کی زندگی میں آنے والی تیسری عورت "امرحہ" تھی جسے اس نے ٹوٹ کر چاہا اور اس کے ہاتھوں ذلت سہی۔ وہ امرحہ اور ویرا کی باتوں کا ٹیپ سن کر بری طرح ٹوٹ جاتا ہے۔

بہت دنوں تک عالیان یونیورسٹی نہیں آتا۔ کارل امرحہ کے پاس آکر اس سے کہتا ہے کہ اگر وہ عالیان کو ڈھونڈ کر نہیں لائی تو وہ اپنا سامان باندھ کر رکھے پھر ملکہ الزبتھ بھی اسے برطانیہ میں نہیں رکھ سکے گی۔

امرحہ کارل کی باتیں سن کر حیران ہوتی ہے۔ کارل امرحہ کو بتا دیتا ہے کہ اس کے اور ویرا کے درمیان ہونے والی تمام باتوں کی ریکارڈنگ اس کے پاس ہے اور اس ریکارڈنگ کو عالیان نے بھی سن لیا ہے۔ امرحہ کو کارل کی بات سن کر ایسا لگتا ہے اس کے چاروں طرف اندھیرا چھا گیا ہے اور اسی کیفیت میں گھری وہ بزنس اسکول کی طرف بھاگتی ہوئی جاتی ہے عالیان کو ڈھونڈتی ہے لیکن وہ اسے نہیں ملتا۔ امرحہ سوچتی ہے کہ عالیان تو کہا کرتا تھا کہ وہ خود کو مار ڈالے گا لیکن کلاس نہیں چھوڑے گا تو کیا اس نے خود کو مار ڈالا تھا....؟

۴

چوتھی قسط

لرزنے کی ایک پر درد کیفیت امرحہ کے وجود میں جاگی اور اسے گرنے سے بچنے کے لیے قریبی دیوار کا سہارا لینا پڑا..... اس کے چار اطراف کی ہوا نے اپنا رخ اس سے پھیر لیا' اور ہوا کی اس خود غرضی پر اس کا دم گھٹنے لگا۔

کراس بیگ بہت وزنی ہو چکا تھا۔ اس کا وزن امرحہ سے اٹھایا نہیں جا رہا تھا۔ وزنی تو اس کا اپنا وجود بھی ہو چکا تھا۔ امرحہ کے لیے اسے قائم رکھنا محال ہو رہا تھا کہ عزت بھی رہ جائے اور چوٹ بھی نہ لگے۔

اسے یاد ہی نہ رہا کہ اسے اپنی پہلی کلاس لینی ہے۔ اگر کوئی اسے اس وقت پکارتا تو اسے یہ بھی یاد نہ آتا کہ امرحہ نامی لڑکی خود وہی ہے۔

ایسے چلتی جسے چلنا تو ہرگز نہیں کہتے' وہ باغ کے ایک کونے میں بیٹھ گئی' چپ..... خاموش۔

"دنیا میں اتنا سناٹا کیوں ہے۔"

"نہیں! یہ شور..... اتنا شور..... یہ کہاں سے پھوٹا پڑتا ہے.....؟ کان پھٹ رہے ہیں..... کچھ سنائی نہیں دے رہا..... کان بہرے ہو چکے ہیں۔"

اب وہ گود میں ہاتھ رکھے بیٹھی ہے جیسے دائرے کی صورت اس کے گرد الاؤ بھڑکانے کی تیاریاں کی جاتی ہوں اور وہ اس پر راضی ہو۔

ہونی ہو چکی ہے مطلب..... اس کی سب تدبیریں حساب کتاب الٹا ہی ہوا..... وہ نالائق کی نالائق ہی رہی۔

اسٹوڈنٹس آ جا رہے ہیں..... برفیلی ہوا چل رہی ہے..... دھند ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے اور ایسا کرتے بہت خوفناک لگ رہی ہے۔

آکسفورڈ روڈ ایسے رواں دواں ہے جیسے ابھی ابھی وہاں سے شور مچاتی چیختی چنگھاڑتی پرانے انجن کی ریل گاڑی قطعاً "نہیں گزری.....

باغ کے ایک کونے میں وہ اکیلی بیٹھی ہے..... جیسے ساری دنیا تباہ ہو چکی ہے..... اور اب وہ..... اب وہ اکیلی رہ گئی ہے..... بالکل اکیلی..... جسے باغ میں بچھی گھاس خزاں میں پیوست بہار سے دور اکیلی۔

سیاہ بلوری پیالے آنسوؤں سے بھر بھر گئے..... گود میں ہاتھ رکھے وہ اتنی بڑی یونی میں..... اتنی بڑی دنیا میں اکیلی ہوئی بیٹھی ہے..... افسوس..... برائے نام حصے میں آتے ہی سہی وہ عالیان کو کھو چکی ہے۔ اور محبت کا ایک ہی پنجرہ ہے "دنیا" اس کا ایک ہی قصور ہے۔ "دنیا دار ہونا" اس پنجرے پر ایک ہی تالا لگتا ہے "روایات"

کا..... اس سوال کا‘ اس سوال کا..... اس خوف کا۔ اس انجام کا..... یہ وہ..... بس سب سوالیہ..... سرکشی کی اجازت نہیں..... بغاوت کا حکم نہیں.....

اس پنجرے کی سلاخوں کی بنیادیں ’خود غرض معاشرے کے کھوکھلے‘ بھربھرے اصولوں سے ہری بھری دھرتی کے سینے سے پھوٹتی ہیں..... اور اصول و ضوابط کی فضا میں غرور و تکبر سے تن جاتی ہیں۔

یہ پنجرہ..... اس پنجرے کا قیدی حساب کتاب کیوں نہ کرے..... وہ سارے سوالوں کا جواب نکال لے گا تو ہی تالا کھلے گا نا.....

اور سب سوالوں کے جواب کون فاتح ہے جو نکال پاتا ہے.....

امرحہ اتنی عقل مند تھی کہ عالیان کو پہچان گئی تھی اور اتنی ہی بے وقوف کہ اسے پا نہ سکی۔

اور ذرا بتایئے مشرق میں وہ قلم دوات کہاں ملتی ہے جو ایسی ”محبت“ کرنے کی تحریری اجازت دیتی ہے..... ایسی محبت جس کی اہمیت مٹی کے کچے ٹوٹے ہوئے گھڑے سے بھی گئی گزری ہوتی ہے..... وہ اٹھی اور گھر آگئی۔

”آپ کی عالیان سے بات ہوئی؟“ اس نے آتے ہی لیڈی مہر سے پوچھا۔

”دو دن سے اس نے مجھے فون نہیں کیا..... اس کا فون بند ہے..... کل تم اس سے یونیورسٹی میں مل سکتی ہو..... پوچھنا اس کے موبائل کے ساتھ کیا ہوا ہے..... کل ضرور وقت نکال کر اس سے مل لینا.....“

وہ زندگی کا سارا وقت نکال کر اس سے مل لیتی اگر اجازت دے دی جاتی..... اس پر یہ اجازت جائز کر دی جاتی.....

وہ لیڈی مہر کو بتا نہ سکی کہ وہ یونیورسٹی نہیں آیا..... اور یہ بھی کہ ان کے فرماں بردار لاڈلے بیٹے کے منہ پر اس نے تھپڑ دے مارے ہیں‘ اب دکھ اور شرمندگی کو لیے وہ خود کو چھپا رہا ہے..... خود کو گم کر کے وہ تلاش کرتا پھر رہا ہے.....

”اگر اسے کہیں جانا ہو تو وہ کہاں جاتا ہے..... اس نے مجھے نوٹس دینے کے لیے کہا تھا اور اب..... اس کا کچھ اتا پتا ہی نہیں.....“ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اپنی آواز کو کس ردھم پر لے آئے کہ اس کی چوری نہ پکڑی جائے‘ آتش دان کے قریب آ کر وہ سلاخ سے آگ کو بلاوجہ کریدنے لگی۔

”جائے گا کہاں..... وہ مجھے بتائے بغیر شہر نہیں چھوڑا کرتا۔“

آگ کو کریدتے اس کے ہاتھ رک سے گئے ”یعنی اس بار وہ یہ نافرمانی کر چکا ہے وہ اپنی ماں کو بغیر بتائے کہیں جا چکا ہے۔“

”تم یونیورسٹی سے کیوں آ گئیں؟“

”بس ایسے ہی..... دل نہیں چاہ رہا تھا کلاسز لینے کا۔“

”اچھا..... تم نے تو ایک بار کہا تھا تم مر جاؤ گی اپنی کلاسز نہیں چھوڑو گی۔“ لیڈی مہر نے ہنس کر کہا۔

اس نے آتش دان کی کارنس پر اپنے دائیں ہاتھ کا پنجہ گاڑ دیا..... عالیان سے سیکھ کر اس نے یہ بات دو تین لوگوں سے کی تھی..... وہ گردن اکڑا کر یہ بتانا چاہتی تھی کہ اس کے لیے اس کی تعلیم کس قدر اہم ہے اتنی زیادہ کہ صرف موت ہی درمیان میں حائل ہو کر روک سکتی ہے..... تو کیا موت حائل ہو چکی تھی؟..... ایسا ہی ہوا ہے یقیناً ”پھر تو.....

”جاب پر جانے سے پہلے تم Anselm ہال چلی جانا.....“

”میں چلی جاؤں گی..... آپ پریشان نہ ہوں وہ ٹھیک ہو گا۔“

”وہ میرا بیٹا ہے‘ وہ اپنا خیال رکھنا جانتا ہے‘ اپنے لیے نہیں..... میرے لیے۔“

امرحہ کو ایک دم سے احساس ہوا کہ وہ کافی دیر سے آگ کے اتنے قریب کھڑی ہے‘ لیڈی مہر کی اس بات نے اسے چونکا دیا تھا..... ہاں وہ ٹھیک ہو گا..... کسی کے لیے نہیں..... صرف ماما مہر کے لیے.....

"دیکھو' دھند نے آج مانچسٹر پر کیسی یلغار کی ہے۔"
وہ کھڑکی کے پاس بیٹھی مانچسٹر پر اترنے والی دھند پر نثار ہو رہی تھیں۔

امرحہ نے ان کی پشت سے ان کے چہرے پر چھائی معصومیت کو پچھتاوے کے احساس میں گھر کر دیکھا اس کا جی چاہا وہ ان کے قدموں میں اپنا سر رکھ دے اور عالیان سے پہلے ان سے معافی مانگ لے..... انہیں بتائے کہ ان کا بیٹا نہ جانے کہاں چلا گیا ہے اور ایک صرف اس کی وجہ سے.....

پہلی بار وہ عالیان کے ہال ST -Anselm آئی۔ پر جو دن میں یونیورسٹی نہیں آیا تھا' وہ شام تک ہال کیسے آتا..... وہ اپنی جاب پر آ گئی۔ کسٹمرز صبر سے اس سے اپنا بل بنواتے رہے۔ اس کی دس انگلیاں جامد تھیں' وہ حرکت کرنے سے انکاری تھیں..... ایک معمولی سے جوتے کا اس نے دس ہزار پونڈ کا بل بنا دیا.....

"امرحہ.....! میں آ چکی ہوں۔" ویرا اس کے سر پر کھڑی تھی' پچھلے دس منٹ سے کھڑی تھی۔

امرحہ اپنے کام میں مصروف رہی۔ اس نے سنا ہی نہیں کہ اسے مخاطب کیا گیا ہے۔

"امرحہ!" ویرا نے دس منٹ مزید صبر سے کھڑے رہنے کے بعد اسے مخاطب کیا۔

"میں فارغ نہیں ہوں۔"

"ٹھیک ہے..... ایک گھنٹہ ہے تمہارا دورانیہ ختم ہونے میں..... میں کیفے میں....."

"میرے لیے انتظار کرنے کی ضرورت نہیں..... تم جا سکتی ہو....."

"تمہیں ساتھ لے کر جاؤں گی۔"

"مجھے تمہارے ساتھ اب نہیں جانا....."

"یہ فیصلہ ہم بات کرنے کے بعد کریں گے۔"

"فیصلہ ہو چکا ہے....." وہ ویرا کے کمرے کی ایک ایک چیز تہس نہس کر آئی تھی۔ ایک گھنٹے بعد وہ اسٹور سے نکلی تو ویرا جو اسٹور کے ایک طرف ٹہل رہی تھی۔ اس کے پیچھے لپکی۔

"تم اتنی تیزی سے کہاں جا رہی ہو..... تمہیں معلوم بھی ہے کہ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

اس نے جیسے سنا ہی نہیں اور وہ اپنی بس میں بیٹھ گئی۔ ویرا اپنی سائیکل پر آتی رہی بس کے پیچھے پیچھے کہ کہیں وہ درمیان میں ہی اتر کر کہیں اور نہ چلی جائے.....

اس نے آتے ہی اپنا کمرہ لاک کر لیا' ویرا نے لیڈی مہر کی پروا کیے بغیر اتنی زور زور سے دروازہ بجایا کہ اسے دروازہ کھولنا ہی پڑا..... وہ لیڈی مہر کو کس منہ سے اس سارے تماشے کی تفصیل بتاتی جو اس کے اور ویرا کے درمیان ہوتا.....

"دو بالغ افراد' غصہ کرنے لڑنے سے پہلے آرام سے بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔" ویرا نے اپنے قد کی طرح لمبے ہاتھوں کو اس کے شانوں پر رکھ کر نرمی سے کہا۔

"بالغوں میں سے ایک بالغ کچھ بھی کر سکتا ہے..... کچھ بھی..... خاص کر اگر وہ چھپا رستم بھی ہو تو....."
شانوں پر سے اس کے ہاتھ جھٹک کر اس نے تیز آواز میں کہا۔

ویرا کو اس کے انداز پر ایک جھٹکا لگا اس کی گلابی رنگت پھیکی سی پڑ گئی۔ اس کی آنکھوں سے گہرا ملال چھلکنے لگا۔

"تم اتنی سی بات پر ایسے ری ایکٹ کر رہی ہو؟"
اس نے یہ کہتے محسوس کیا کہ زندگی میں پہلی بار اس کی آواز ایسے ارتعاش کا شکار ہوئی ہے۔

"اتنی سی بات..... تم نے میری ساری باتیں ریکارڈ کر کے عالیان کو دے دیں۔" کس قدر شرمناک حرکت ہے..... جانتی ہو..... اسے کارل نے بھی سنا اور کچھ دوسرے اسٹوڈنٹس نے بھی....."

ویرا کی آنکھوں میں ملال کی جگہ خوف نے لے لی۔ کمانڈو کی طرح ساری دنیا کو اپنے پیچھے رکھنے والی نے کسی قدر سہم کر امرحہ کو دیکھا..... ایسا کرتے ویرا بلاشبہ بہت بدہیئت لگی۔

"عالیان کو نہیں..... کارل کو امرحہ.....!"

امرحہ کو بات سمجھنے میں کچھ وقت لگا "کیوں..... کیوں کیا ایسا..... کیا مصیبت آئی تھی تم پر ویرا...؟"

"کارل نے مجھ سے کہا تھا..... اس نے عالیان اور تمہیں پریڈ میں باتیں کرتے دیکھ لیا تھا..... تھوڑا بہت سن بھی لیا تھا۔ اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں تم سے پوچھوں..... وہ عالیان کا دوست ہے..... عالیان بہت اپ سیٹ تھا پریڈ کے بعد سے..... کارل جاننا چاہتا تھا اس کی وجہ....."

"وہ عالیان کا دوست نہیں ہے....." امرحہ کس قدر سہم کر چلا اٹھی۔

"وہ عالیان کا دوست ہے امرحہ..... صرف وہی ایک دوست ہے۔"

"دوست ایسا کرتے ہیں جیسا اس نے کیا..... جیسا تم نے کیا....." امرحہ کو یقین سا ہونے لگا کہ وہ اپنا چین و قرار تا عمر کے لیے کھو دے گی..... اور پھر کبھی نہیں پاسکے گی۔

"امرحہ! اس نے صرف اتنا کہا تھا کہ وہ ٹھیک ٹھیک سب جاننا چاہتا ہے۔ جب میں تم سے بات کر رہی تھی تو فون پر وہ سن رہا تھا مجھے نہیں معلوم تھا کہ وہ فون کال ریکارڈ کر لے گا..... اور مجھے یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ وہ ہارٹ راک میں وہ ڈسک چلوا دے گا....."

امرحہ نے ویرا کی شکل کو پہچاننے کی کوشش کی..... مکڑی کے جالے سی بینائی نے پھر سے امرحہ کو اندھا کرنے کی کوششیں کی..... پلکوں کی جنبش امرحہ پر گراں گزری.....

"ہارٹ راک..... ڈسک پر.....؟"

امرحہ کی شکل کی طرف دیکھتے ویرا رو دینے کو ہو گئی وہ تو اتنی بہادر تھی' پھر اب کیسے وہ رو دینے کو ہو گئی۔

"ہاں! کارل نے وہاں ڈی جے سے چلوا دی..... ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے اسٹوڈنٹس بھی تھے وہاں..... اور عالیان بھی..... مجھے بھی آج ہی یونیورسٹی سے معلوم ہوا ہے۔"

"اور عالیان.....؟" امرحہ بڑبڑائی۔

اس کا خیال تھا یہ سب ST- Anselm ہال میں ہوا ہوگا' پر وہ تماشا تو ہارٹ راک میں لگا تھا جہاں یونیورسٹی کے اسٹوڈنٹس کا جم غفیر ہوتا ہے..... تو اس کی زبان سے کی گئی ہتک سب نے سن لی..... جس کی وہ عزت کرتی تھی اس کی سرعام بے عزتی کر دی.....

"ویرا! تم نے کیا کیا؟" اس کی آواز میں آنسو پھنسنے لگے۔

"کیا کیا تم نے..... تم مجھ سے کرید کرید کر وہ سوال پوچھتی رہیں..... وہ سب..... وہ سب جو سچ بھی تھا..... اور جو جھوٹ بھی تھا..... تم مجھ سے وہ کیوں پوچھتی رہیں۔ تم..... تم تو کہتی ہو کہ تم میرے ملک کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتی ہو..... وہاں کے میدان' پہاڑوں' سمندروں' موسموں' تاریخ کے بارے میں..... اتنا کچھ جانتے تم نے وہاں کے لوگوں کے بارے میں کیوں نہ جانا..... تم نے یہ جاننا کیوں ضروری نہ سمجھا کہ مشرقی لڑکیوں کا جھوٹ کیسا سچ ہوتا ہے..... سچ کو کیسے خفیہ تابوتوں میں لپیٹ کر دفن کیا جاتا ہے کہ کوئی ان کی خوشبو نہ پالے..... ویرا تم تو کہتی تھیں تم مجھے سمجھتی ہو..... اب تم مجھے کیوں نہ سمجھیں..... میں تو تمہاری دوست تھی....."

ویرا کو "دوست تھی" کے لفظ کی ادائیگی نے تکلیف دی.....

"تم میری دوست ہو امرحہ.....! اسی لیے مجھے وہ سب برا لگا جو تم نے عالیان سے کہا اور اس کے لیے سوچا..... تم نے اسے انکار کیا....."

"انکار!" امرحہ کو پھر سے زیر لب دہرانا پڑا۔

"تمہیں چند سال ہمارے معاشرے میں گزارنے ہوں گے ویرا..... میرے خاندان میرے بابا' اماں' ان سب لوگوں کے ساتھ..... امرحہ کی جگہ آکر..... کسی بھی مشرقی لڑکی کی جگہ آکر..... تم سمجھ جاؤ گی۔ انکار کیوں ضرور ہو جاتا ہے۔"

"میں نہیں جانتی یہ سب..... سب بے بنیاد باتیں ہیں....."

امرحہ ایسے استہزائیہ ہنسی کہ ویرا کو سب جواب مل گئے جیسے۔۔۔

"وہ میرا دوست تھا ویرا۔۔۔ باتیں کرنے کے لیے ہمارے پاس ایک وقت تھا۔"

"وہ دوست بنانے کے لیے جائز ہے۔۔۔ وہ لائف پارٹنر بنانے کے لیے ناجائز کیوں ہے؟"

"میں نے اس کی بے عزتی کر دی۔۔۔ وہ مجھ سے ناراض ہو گیا ہے۔"

"تمہیں اس کی ناراضی کی فکر کیوں ہے؟"

"وہ مجھے ناپسند کرے گا اب۔۔۔ وہ مجھے منافق سمجھے گا۔"

"تم نے منافقت کی ہے۔"

"میں نے منافقت کی ہے؟" سرگوشی کی صورت اس نے خود سے سوال کیا۔۔۔ اور ملنے والے جواب نے اسے شرمندہ کر دیا۔

"وہ تمہارا دوست ہے تو ٹھیک۔۔۔ کچھ اور بنے تو غلط۔۔۔ ایک ہی انسان کو اچھا اور برا بنا رہی ہو۔۔۔ منافقت نہیں ہے کیا یہ۔۔۔ وہ تمہیں برا سمجھے گا۔۔۔ تمہیں اس بات کا خوف ہے اور تم اسے برا سمجھتی رہیں۔"

"تم نے میرے ساتھ ٹھیک نہیں کیا ویرا۔۔۔!"

"تم نے خود اپنے ساتھ ٹھیک نہیں کیا امرحہ۔۔۔ اسی لیے کہتی ہوں عقل سے۔۔۔"

"عقل ہے میرے پاس۔۔۔ لیکن اس عقل سے پہلے خوف ہے۔۔۔ بڑا۔۔۔ ہیبت ناک اژدھا جیسا۔۔۔"

"اس خوف کو دبا دو۔۔۔ برف میں گردن تک دھنسا دو اسے۔۔۔"

امرحہ کو خاموش ہو جانا پڑا۔

"اسے حد درجہ تکلیف پہنچی ہے تو وہ یوں گم ہو گیا ہے نا؟"

اس کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔۔۔ جس وقت وہ امرحہ سے وہ سب باتیں کر رہی تھی اس وقت اسے گمان بھی نہیں تھا کہ صورت حال ایسی

ہو جائے گی۔۔۔۔ یہ ٹھیک تھا کہ وہ امرحہ کے انداز اور جوابات سے چڑتی چلی گئی اور اس پر سوالات کی بوچھاڑ کردی اور اس دوران وہ یہ بھی بھول گئی کہ کارل یہ سب سن رہا ہے۔۔۔۔ کارل نے اس سے کہا تھا کہ عالیان کے ساتھ کچھ تو ایسا ہوا کہ وہ اس قدر اپ سیٹ ہے۔۔۔۔ اور یہ بات امرحہ سے بہتر کوئی نہیں بتا سکتا تھا کیونکہ اب تو سب ہی جان گئے تھے کہ عالیان کیسے سائے کی طرح امرحہ کے پیچھے پیچھے رہا کرتا تھا۔۔۔۔

"عالیان ٹھیک ہوگا امرحہ۔۔۔۔ وہ واپس آجائے گا۔۔۔۔ وہ پڑھا لکھا ہے۔ ایسی ویسی کوئی حرکت تو نہیں کرسکتا نا۔۔۔۔"

امرحہ نے جیسے سنا ہی نہیں۔۔۔۔ وہ اپنے بستر میں گھس گئی اور خود کو لحاف میں دبالیا۔۔۔۔ ویرا کمرے سے چلی گئی تو وہ لحاف سے نکلی۔ اب وہ جہاں کہیں بھی ہوگا۔۔۔۔ کتنا بھی ٹھیک ہوگا۔۔۔۔ لیکن تکلیف سے انجان نہ ہوگا۔۔۔۔ وہ کتنا بھی بہادر ہوگا ایک بار تو ٹوٹا ہی ہوگا۔۔۔۔ اس نے محبت کی۔۔۔۔ اس کا اقرار کیا۔۔۔۔ اور اسے ایسے دھتکار دیا گیا۔

اس کا سارا علم بھی اسے یہ سمجھادینے سے قاصر رہا ہوگا کہ اس کے ساتھ جو ہوا اس میں اس کا کوئی قصور نہ تھا۔۔۔۔

☆ ☆ ☆

مزید دو دن گزر گئے' عالیان یونیورسٹی نہیں آیا۔ وہ ہال بھی نہیں گیا تھا۔ کارل ایک بار پھر اسے سنجیدگی سے دھمکا گیا تھا۔ ویرا نے وہ ریکارڈنگ لادی تھی جو ہارٹ راک میں چلائی گئی تھی۔ ساری رات امرحہ اس ریکارڈنگ کو سنتی رہی تھی۔ وہ عالیان کی جگہ خود کو کھڑا کرلیتی اور امرحہ کا ہتک آمیز' تلخ انداز سنتی۔۔۔۔ اور بے مول سی ہو جاتی۔۔۔۔

عالیان کی جگہ۔۔۔۔ وہ کبھی بھی عالیان کی جگہ نہیں آسکتی تھی۔

اس کے لیے باغ سے پھول توڑ کر لاتا ہوا۔۔۔۔ ہزاروں کے مجمع میں اسے پہچان کر اس کے پاس آنے والا۔۔۔۔ صرف اس کے پاس۔۔۔۔ بہانے بہانے سے اس کے ساتھ رہنے والا۔

"یہ تمہیں لائبریری میں ملے گا ورنہ کہیں نہیں۔"

"اب یہ تمہیں امرحہ کے آس پاس ملے گا ورنہ کہیں اور ہرگز نہیں۔"

اس کی آنکھوں کی پہلی بوجھ لینے والا۔۔۔۔ عالیان۔۔۔۔

اس کی پیدائش کے بعد سے سب اس سے دور دور رہنے والے تھے۔ دادا کے بعد ایک وہی تھا جو بھاگ بھاگ کر اس کے پاس آتا تھا۔ تھا کیا امرحہ میں کہ وہ اس کے لیے ایسا مقناطیس بن چکی تھی۔۔۔۔ وہ اس سے خفا نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔ وہ اس پر خفا نہیں ہوتا تھا' وہ اس کی باتوں پر ایسے ہنستا تھا جیسے ہنسنا اس نے ابھی ابھی اس کی باتیں سن کر ہی سیکھا ہے۔۔۔۔

اگلے دن وہ پھر یونیورسٹی نہیں آیا۔۔۔۔ جاب پر جانے سے پہلے وہ ہارٹ راک کیفے آگئی۔ اس کے پوچھنے پر اسے بتایا گیا کہ وہ اندر اپنی ڈیوٹی پر ہے۔

"میں اس سے ملنا چاہتی ہوں۔۔۔۔ میرا نام امرحہ ہے۔۔۔۔ آپ اس سے کہہ دیں۔" اس نے کاؤنٹر بوائے سے کہا۔

کاؤنٹر بوائے واپس آیا تو اس کا منہ دیکھنے لگا۔

"کیا وہ آرہا ہے؟" امرحہ کو خود ہی پوچھنا پڑا۔

"معلوم نہیں۔۔۔۔ وہ تو خاموشی سے مجھے دیکھنے لگا کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔" البانوی کاؤنٹر بوائے اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔

"میرا نام بتایا؟" امرحہ کو یقین تھا وہ ٹھیک تلفظ سے اس کے نام کی ادائیگی نہیں کرسکا ہوگا۔

البانوی کو جیسے برا لگا۔ "ظاہر ہے۔"

امرحہ نے ایک گھٹن زدہ سانس لیا اسے اپنے دل کی کھال سکڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"مطلب کہ وہ نہیں آرہا۔۔۔۔ لیکن شاید آہی جائے۔"

وہ ہارٹ راک سے باہر آگئی۔ وہ اپنی جاب پر جائے

یا نہ جائے۔ شاید عالیان باہر آہی جائے۔۔۔ ابھی بس کچھ ہی دیر میں۔۔۔

وہ ہارٹ ڈاک کے باہر کھڑی ہو گئی۔۔۔ اپنے کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ دیے۔۔۔ مفلر کے کونے سے آنکھوں کی نمی کو صاف کرتے۔۔۔ بے بسی سے پرنٹ ورک کے میلے کو دیکھتے' اور حیرت زدگی سے ہنستے مسکراتے چہروں کی مسکراہٹ پر دکھ کا اظہار کرتے اس نے خود کو پایا۔۔۔ کھڑے کھڑے اس پر کئی موسم آکر گزر گئے۔۔۔

ایک گھنٹہ گزر گیا۔۔۔

عالیان باہر نہیں آرہا تھا۔۔۔ یعنی وہ نہیں آنے والا تھا۔۔۔ اس نے اپنے اسٹور فون کیا کہ وہ نہیں آسکتی جاب پر۔۔۔ وہ چھٹی نہیں کرتی تھی۔ ایسے پہلی بار فون کر کے اس نے کہا۔

منیجر نے تشویش سے پوچھا "تم ٹھیک ہو۔۔۔ گرم خطے کے لوگوں کو ٹھنڈ کا بخار بہت جلدی چڑھتا ہے۔"

اس کا منیجر ایک نیم مزاحیہ انسان تھا وہ کسی نہ کسی طرح ہر بات میں مذاق کا پہلو ضرور نکال لیتا تھا۔

"نہیں بخار نہیں ہے۔" اس نے بمشکل کہا۔

"بخار نہیں ہے تو آ کیوں نہیں رہیں۔۔۔ کیا گھر کی یاد کا نزلہ ہوا ہے؟"

"وہ میرے درد ہے۔۔۔"

"درد ہے' سر میں؟" امرحہ کے انداز پر وہ سنجیدہ ہوا۔

"ہاں۔۔۔ نہیں۔۔۔ بس بہت درد ہے۔۔۔" اس نے جھٹ فون بند کر دیا۔

کراس بیگ کی اسٹریپ میں ہاتھ دیے وہ ٹہلنے لگی' بہت سے ہائے ہیلو دوستوں نے رک کر پوچھا کہ وہ وہاں ایسے کیوں کھڑی ہے۔۔۔ اندر کیوں نہیں آرہی۔۔۔ یا جا کیوں نہیں رہی۔۔۔

وہ شرمندہ ہو رہی تھی بہانے بناتے' جھوٹ بولتے۔۔۔ لیکن ظاہر ہے یہ شرمندگی اس شرمندگی کے آگے بہت معمولی تھی جو اسی کیفے میں عالیان نے جھیلی ہو گی۔۔۔ پہلی بار تھپڑ اور دوسری بار تذلیل۔

اور پانچ گھنٹے بعد وہ باہر آیا۔۔۔ وہ۔۔۔ اگر وہ عالیان مارگریٹ ہی تھا تو۔۔۔ امرحہ کو اسے پہچاننے میں کچھ وقت لگا۔۔۔ اس کی شبیہ وہی تھی۔۔۔ وہی ناک نقشہ' وہی صورت۔۔۔ پھر بھی وہ عالیان نہیں تھا۔۔۔ وہ شرط لگا لیتی اور جیت جاتی وہ عالیان ہو ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں سارے جہاں کے اندھیرے آن بسے تھے۔۔۔ وہ عالیان ہی ہوتا تو ایسے اندھیروں کو اپنے اندر پڑاؤ کی اجازت دیتا۔۔۔؟ نہیں کبھی نہیں۔۔۔ باہر نکلتے ہی اس کی نظر امرحہ پر پڑی' اور وہ پھر بھی نہیں رکا۔۔۔ دیکھا وہ عالیان نہیں تھا۔۔۔ رات کے اس وقت۔۔۔ ایسے امرحہ کو انتظار کی حالت میں کھڑا دیکھ کر بھی وہ نہیں رکا تھا۔۔۔ تو وہ عالیان کیسے ہو سکتا تھا۔۔۔؟

"عالیان!" اسے لپک کر اس تک جانا پڑا۔

اس نے رکنے میں تامل کیا۔۔۔ عالیان نے امرحہ کے لیے رکنے میں تامل کیا اور امرحہ کو ایسے دیکھا جیسے کہتا ہو۔

"خاتون میں اچھے مزاج کا مالک انسان نہیں رہا۔۔۔ مجھ سے دور رہیں۔۔۔ مجھ سے دور رہا جائے۔۔۔"

اس کے اتنے قریب جا کر امرحہ کو اس سے ایک قدم پیچھے ہٹنا پڑا۔۔۔ اس کے اعصاب ایسے تنے ہوئے اور ٹھنڈا کر دینے والے کیوں ہیں۔۔۔ روشنی جو اس کے وجود سے آر پار ہوئی لگتی تھی وہ کہاں ہے۔۔۔ اس کے آس پاس اتنا اندھیرا کیوں ہے۔۔۔ وہ تو عالیان سے بات کرنے آئی تھی۔۔۔ وہاں کہیں عالیان تھا ہی نہیں تو اب وہ کس سے بات کرے۔۔۔ اور۔۔۔ اب وہ روشنیاں منعکس کرتے عالیان کو کہاں ڈھونڈے۔۔۔

"تم کہاں تھے؟" جس شدت سے وہ اس سے پوچھنا چاہتی تھی' اس شدت سے پوچھ نہ سکی' سوال اس نے پوچھا تھا جبکہ سوالیہ وہ اسے دیکھنے لگا تھا۔

"میں بہت دیر سے یہاں کھڑی انتظار کر رہی ہوں۔" اس نے اس بات کو جان بوجھ کر اس انداز میں بتایا کہ ترس کھا کر پرانا عالیان واپس آجائے۔

"کس کا انتظار کر رہی تھیں؟"

سوال میں لپیٹ کر کیا جواب دیا تھا اس نے' وہ ابھی

بھی لاجواب کر دینے پر قدرت رکھتا تھا۔ امرحہ اس کی شکل دیکھتی نہ رہ جاتی تو کیا کرتی؟

"ویرا اور کارل نے مل کر..... عالیان..... وہ سب..... کارل نے اپنی مرضی سے ایڈیٹنگ کی....."

"میں جانتا ہوں....."

"تم پھر بھی مجھ سے ناراض ہو؟" وہ پھر سے یہ پوچھنے کی جرأت نہ کر سکی کہ تم کہاں چلے گئے تھے اور کیوں؟

"نہیں..... ناراض ہونے کے لیے وجہ کا ہونا ضروری ہے..... تمہارے اور میرے درمیان اب کوئی وجہ نہیں رہی۔" کہہ کر وہ آگے بڑھ گیا امرحہ کے قرب سے دور ہو جانے کی آج اسے کتنی جلدی تھی۔

جو "ہم" کہہ چکا تھا' وہ اب تم اور میں کہہ رہا تھا۔

"عالیان! میری بات سنو۔" وہ اس کے پیچھے لپکی۔

"وہ سب ویسے نہیں تھا..... وہ تو....."

"کیا سب ویسے نہیں تھا..... جو تم نے کہا وہ سب..... کیا وہ سب تم نے نہیں کہا تھا؟"

"میں نے کہا تھا لیکن۔"

"تو تم کس بات کی وضاحت کے لیے اس وقت یہاں کھڑی میرا وقت برباد کر رہی ہو؟"

یکدم خون نے اپنی رفتار کو خطرناک حد تک بڑھا کر خود کو جامد کر لیا..... امرحہ اسے اسی جامد حالت میں سن ہی دیکھتی رہ گئی..... اس کی قسمت خراب..... بہت زیادہ خراب کہ وضاحت وہ اب بھی نہیں دے سکتی تھی..... اتنی ذہین تھی ہی نہیں..... اتنی بہادر تو کبھی بھی نہیں رہی تھی..... اب وہ کسی بھی چال پر کوئی بھی پتا پھینکے گی بازی مات ہی رہنے والی تھی.....

"میری ماں ایک بری عورت تھی..... ایک آزاد معاشرے کی دلدادہ..... گناہ گار اخلاقی مذہبی حدود کو پھلانگنے والی اور کیا کیا کہتے ہیں تمہارے مشرق میں ایسی عورت کو..... یقیناً" بہت سے نام ہوں گے ایسی عورتوں کے لیے..... جو تم بھول جانے کی وجہ سے کہہ نہ سکتی ہو۔ لو اب کہہ لو..... میں سن رہا ہوں۔" اس نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لیے اور مکمل فرصت اور

کامل توجہ سے امرحہ کو دیکھنے لگا۔

ہارٹ راک کیفے کے آس پاس..... اتنے بڑے دی برنٹ ورک کی حدود کے اندر کھڑے امرحہ کو کوئی ایک بھی چیز ایسی نہ ملی جس پر وہ اپنی نظریں ٹکا سکتی.....

"میں جانتا تھا کہ میں کسی خاندان کا حصہ نہیں ہوں۔ میرا کوئی باپ نہیں ہے' لیکن اس حقیقت سے صحیح معنوں میں مجھے تم نے روشناس کروایا۔"

وہ خاموش ہوا.....

امرحہ نے چاہا کہ وہ خاموش ہی رہے اگر وہ ایسے ہی بولتا رہا تو وہ اپنی باقی ماندہ زندگی کیسے گزارے گی.....

"مجھے اتنا خراب سمجھتی تھیں تم..... مجھے ترس آتا ہے خود پر' جب جب میں یہ سوچتا ہوں کہ تم اتنی ناپسندیدگی اپنے اندر رکھ کر بار گریٹ جیسی عورت کے بیٹے سے ملتی رہیں۔ تم واقعی ایک انسان دوست لڑکی ہو..... بہت رحم دل..... جو کسی کو کتنا بھی ناپسند کرے اس پر ظاہر نہیں کرتی..... تم نے مجھ پر بھی ظاہر نہیں ہونے دیا..... لیکن شکریہ کارل کا۔"

"جو تم نے سن لیا وہی سب نہیں ہے۔" عالیان کو دیکھے بغیر اپنے آنسو روک کر اس نے کہا۔

"جتنا سن لیا ہے اس نے میرے لیے میرا سب ختم کر دیا ہے۔ میں ایک ناجائز بچہ ہوں۔ ناجائز..... میری ماں ایک بری عورت تھی..... جو تم کہہ چکیں وہ بھی اور جو تم نہیں کہہ سکیں وہ بھی میں سب سن چکا ہوں..... سمجھ چکا ہوں..... میرا مذہب کیا ہے..... میں عیسائی ہوں' یہودی یا کچھ بھی نہیں..... میں وضاحت دینا مناسب نہیں سمجھتا اور تمہیں تو بالکل بھی نہیں۔"

"عالیان!" اس کے آنسو نکل ہی آئے اور آواز رندھ گئی..... اور اس کی آواز نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا..... عالیان کے آگے وہ کچھ بول ہی نہیں سکی اور اس نے جانے کے لیے قدم آگے بڑھا دیے.....

"تم مسلمان ہو۔" امرحہ نے تیزی سے اس کے آگے آکر کہا۔

"جب میرے باپ کا ہی نہیں پتا تو میرے مذہب کا کیسے پتا ہو گا..... اور اگر میں مسلمان ہوں بھی تو تم جتنا

اچھا مسلمان نہیں ہوں۔۔۔۔ میں نے بہت ایسی رپورٹیں اور فیچر پڑھے ہیں جن کے مطابق کسی غیر مسلم کے اسلام کو اپنا لینے پر اسے مسلمان تو مان لیا جاتا ہے لیکن معاشرے میں اسے وہ درجہ نہیں دیا جاتا جو ایک پیدائشی مسلمان کو دیا جاتا ہے۔۔۔۔ ایک عربی تاجر نے ایک نو مسلم کو اپنے ساتھ کھانا کھانے کی اجازت تو دی لیکن' تاجر کے خاندان میں شادی کی خواہش کے اظہار پر اسے ملک بدر کروادیا۔۔۔۔ مجھے پوچھ لینے کی اجازت دو کہ تم سب لوگ جائز۔۔۔۔ اچھے شریف خاندان والے۔۔۔۔ نیک بیویوں والے۔۔۔۔ تم کتنے اچھے مسلمان ہو۔۔۔۔ تم حلال فوڈ کھاتے ہو۔۔۔۔ حرام سے پرہیز کرتے ہو۔۔۔۔ تم جن کے اسلامی نام ہوتے ہیں۔۔۔۔ دور دور تک جن کی نسلوں میں کسی مشرک کا خون شامل نہیں ہوتا۔۔۔۔ کتنے اچھے مسلمان ہوتے ہو؟"

ہاتھ باندھے عالیان اس کے معاشرے پر طمانچے مار رہا تھا۔ وہی معاشرہ جہاں امرحہ کو منحوس ہونے کا لقب ملا۔ وہ اتنے اچھے مسلمان تھے کہ اس کی پیدائش کو لے کر توہمات کا شکار تھے۔ اور کوئی ایک دو نہیں۔ ہر ایک۔۔۔۔ جس سے اسلام نے سختی سے منع کیا تھا۔ اس کے خلاف وہ سختی سے عمل پیرا تھے۔ اس کے ماموں جو کئی حج کرچکے تھے انہوں نے اس کی نحوست کی وجہ سے اپنے بیٹے کے لیے اس کا رشتہ لینے سے انکار کردیا تھا۔ اور اس کی دادی جو تہجد گزار تھیں اور فارغ وقت میں تسبیح پڑھا کرتی تھیں' وہ اس کی موجودگی میں کوئی خوشی کی بات نہ کیا کرتی تھیں کہ مبادا خوشی دکھ میں بدل جائے۔

اس کے کئی خالہ زاد' ماموں زاد' خاندان کی تقریبات میں چھپ کر ۔۔۔۔ پیا اور پلایا کرتے تھے۔

امرحہ کے بھائی جنہوں نے رمضان کے علاوہ بھی نماز کی ادائیگی نہیں کی تھی۔ انہیں سنت اور فرائض کے بارے میں برائے نام معلومات تھیں۔۔۔۔ اور یونیورسٹی کے مشرق وسطیٰ اور دوسرے خطوں کے مسلمان لڑکے لڑکیاں جو آزادانہ کلبوں اور باروں میں جاتے' ناچتے' گاتے' شراب نوشی کرتے۔

وہ خاندان کی حیثیت سے ایک فرد کی حیثیت سے کسے مثال بنا کر پیش کرتی کہ دیکھو کتنے اچھے مسلمان ہیں۔۔۔۔ وہ قوم کے نام پر کس قوم کو اس کے آگے کرتی کہ دیکھو ہم کیسے کامل ہیں۔۔۔۔ ہمارے ظاہر و باطن میں تضاد نہیں ہے۔۔۔۔ یا چھوٹی موٹی برائیاں الگ' لیکن ہم میں کوئی بڑی برائی نہیں ہے۔۔۔۔ ایک جائز بچہ جو مسلمان خاندان میں پیدا ہوتا ہے وہ شراب پیے۔ حرام کھائے اور تمام مذہبی اصولوں کو توڑ ڈالے' پھر بھی وہ ایک "مسلمان" ہے کیونکہ ایک تو وہ مسلمان خاندان میں پیدا ہوا ہے دوسرا وہ "پیدائشی مسلمان ہے۔"

"میرے دادا ایک اچھے انسان ہیں۔۔۔۔ اچھے مسلمان۔" مثال بنا کر پیش کرنے کے لیے اس کے پاس صرف ایک دادا ہی تو تھے۔

عالیان نے اسے ایسی نظر سے دیکھا کہ امرحہ جان پائی کہ بنا ایک لفظ کہے افسوس کا اظہار کیسے کیا جاتا ہے۔۔۔۔ اس نے جانا کہ اگر دادا اتنے ہی اچھے ہیں تو وہ کیوں ان جیسی اچھی نہیں ہے۔۔۔۔ عالیان نے اس ایک نظر میں اتنا کچھ کہہ دیا کہ امرحہ پر چپ کا گہرا تالا لگ گیا۔

"مجھے تم پر یہ ثابت نہیں کرنا کہ میں کتنا اچھا انسان ہوں۔۔۔۔ برائے نام ہی سہی اپنا ماضی بھی مجھے تم پر نہیں کھولنا۔۔۔۔ کیونکہ اس کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی۔۔۔۔ کیوں نہیں رہی یہ تم بہتر جانتی ہو۔۔۔۔ اب تم ایک کام کرنا۔۔۔۔ جو مجھے بھی کرنا ہے یونی میں۔۔۔۔ مانچسٹر میں کوئی عالیان نہیں ہے۔۔۔۔ اس زمین پر کوئی امرحہ نہیں ہے۔۔۔۔ میں تمہیں نہیں جانتا۔۔۔۔"

وہ ایسی باتیں کرنا بھی جانتا ہی تھا۔۔۔۔

جس کے لیے وہ "سب" تھی اب وہ اس کے لیے "کوئی امرحہ نہیں" ہونے کا اعلان کر رہا تھا۔

تف ہے نامحبت پر جو اپنی پیشانی پر پان کے پتے کا

نصیب کند کروالیتی ہے لھایا... چبایا... تھوک دیا۔
محبت شروع ہونے میں وقت لیتی ہے، ختم ہونے میں کیوں نہیں لیتی...؟ یہ محبت ہوجانے کے بعد خود کو مہر بند کیوں نہیں کرلیتی... سختی سے کسی مضبوط تابوت میں... فرعونوں کے خفیہ معبدوں کی مانند... زمین کی تہوں میں جگہ بدلتے قارون کے خزانے کی طرح...
یہ محبت اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں اتنے دشمن لیے کیوں چلتی ہے؟
یہ بجھ بجھ کیوں جاتی ہے... صرف روشن، روشن، روشن ہی کیوں نہیں رہتی...
اس دیپ کی لو پر ہوائیں نحس جادوگرنیوں کی طرح کیوں منڈلاتی پھرتی ہیں... اپنی راجدھانی میں یہ ایسے دشمنوں کو جگہ کیوں دیتی ہے؟ اگر ایسی ہی بات ہے پھر تو جیسے کوئی بات ہی نہیں ہے...
اگر یہی سب ہے تو بس پھر کچھ بھی تو نہیں ہے... ہاں کچھ بھی تو نہیں، عالیان جارہا ہے... اس کے آگے... اس سے دور... مگر وہ ایسے چل رہا ہے جیسے اپنے مرکز سے بچھڑ چکا ہو... اس کے وجود میں جڑ پکڑ چکے ارتعاش کو کم بینائی والے بھی دیکھ سکتے ہیں... چال کو مضبوط بنانے کے لیے اسے تردد کرنا پڑ رہا ہے۔
گھوڑے کا شہ سوار منہ کے بل زمین پر گرا ہے... اس کا وجود اس خاک سے اٹا پڑا ہے جسے سوار تاعمر اپنے وجود سے جھاڑ نہیں پاتا...
وہ شدت سے مانگی جانے والی دعا کو درمیان میں ہی چھوڑ دیے جانے کی عملی صورت لگ رہا تھا... اس کے وجود سے پھوٹتے سب ہی اشارے پاتال کی طرف بڑی وضاحت سے ایستادہ تھے۔
امرحہ وہیں کھڑی اسے دیکھتی رہی... وہ چلا گیا تب بھی... جانا تو اسے بھی تھا بس وہ قوت جو چلنے، پھرنے، بولنے کے لیے ضروری ہوتی ہے، وہ قوت وہ ساتھ لے گیا تھا...
عالیان مارگریٹ... وہ کیسا انسان تھا... وہ اس کی جان نکال کر لے گیا تھا... کیا وہ ایسا ہی تھا... کتنا برا تھا وہ... بہت برا... اسے بس سے واپس گھر آنا تھا... لیکن وہ پیدل چلنے لگی... منہ سے بھاپ نکالتے... پیروں کو برف پر گھسیٹتے...
اگر ان کے درمیان یہ سب نہ ہوچکا ہوتا تو اس وقت اس کے ساتھ، اس کے پیچھے، اس کے پہلو میں عالیان چل رہا ہوتا... جو اس کے ساتھ رہنے کے لیے فضول فضول بہانے گھڑ لیا کرتا تھا۔
امرحہ نے دونوں ہاتھ رگڑے کتنی ٹھنڈ تھی مانچسٹر میں... اف... اتنی ٹھنڈ... اتنی ٹھنڈ کہ وہ زندہ کو مردہ کررہی تھی... ایسا غضب کا موسم... جو زندوں کو مردہ کردے... ایسے موسم سے خدا بچائے...
ایسے موسم سے خدا کی پناہ...

گھر آتے ہی اس نے ویرا کے کمرے کے دروازے کو دھکے سے کھولا۔ ویرا لیپ ٹاپ پر بیٹھی کام کررہی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے گلابی گال پر دیا۔
"تم نے میرے ساتھ بہت برا کیا۔ جو میں نہیں چاہتی تھی، وہی ہوا۔ وہ مجھ سے نفرت کرنے لگا ہے۔" وہ پوری شدت سے دھاڑی۔
گال پر ہاتھ رکھ کر ویرا اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھنے لگی۔
"مجھے نہیں معلوم تھا امرحہ کہ یہ سب ایسے... اتنا پیچیدہ ہوجائے گا۔" ویرا نے اسے شانوں سے تھام کر کرسی پر بٹھانا چاہا لیکن وہ کارپٹ پر ڈھیر ہوتی چلی گئی۔
"تم تو میری دوست تھیں۔ اب تم نے کسی کو بھی میرا دوست نہیں رہنے دیا۔"
"امرحہ... ویرا بری نہیں ہے۔ تم..." ویرا اس کے قریب بیٹھ گئی۔
"تم بری نہیں ہو۔ پر میرے ساتھ تو برا کردیا نا۔ کردیا نا برا... اب اچھا کون کرے گا۔"

"وہ پھر سے تمہارا دوست بن جائے گا امرحہ!"

"دوست... اب میں مانچسٹر میں ہوں یا نہیں ہوں' اسے اس سے بھی فرق نہیں پڑے گا اور تم دوست ہونے کی بات کر رہی ہو۔ وہ میرا دوست بھی نہیں رہا ایسی باتیں سن کر کون کسی کو دوست رکھے گا۔"

"وہ غصے میں ہے امرحہ! غصے میں انسان بہت کچھ کہہ دیتا ہے۔"

"صرف غصہ نہیں تھا' کاش یہ میرا وہم ہی ہو۔ یہ صرف غصہ ہی ہو۔"

"کیا تم اس سے محبت کرتی ہو؟" ویرا نے ہاتھ کی پشت سے اس کی آنکھیں صاف کیں۔

امرحہ ویرا کی شکل دیکھنے لگی۔ اور خاموش رہی۔

"تم اس سے محبت نہیں کرتیں۔ نہیں کر سکتیں' تمہیں اس کی دوستی کی قدر تھی اور یقین جانو امرحہ! میں نے کبھی یہ سوچا بھی نہیں تھا کہ تم اس کے بارے میں ایسے سوچتی ہو گی۔ میری غلطی بے شک ہے۔ لیکن بے قصور تم بھی نہیں۔"

امرحہ جانتی تھی ویرا ٹھیک کہہ رہی ہے۔

"ابھی وہ ناراض ہے۔ زیادہ دیر تک تم سے ناراض نہیں رہ سکے گا۔ تم دونوں پھر سے دوست بن جاؤ گے' پھر سے۔" ویرا دھیمی آواز سے اسے سمجھا رہی تھی اور وہ ویرا کی باتیں ایسے سن رہی تھی۔ جیسے یہی آخری تریاق بچا ہو اس کے لیے۔ خوش فہمیاں اور تسلیاں....

وہ اپنے کمرے میں آگئی اور چپ چاپ بیڈ کے کنارے بیٹھ گئی۔ رات کا دوسرا پہر بھی بیت گیا۔ وہ ویسے ہی گم صم بیٹھی رہی.... اس میں حرکت کرنے کی جستجو نہ رہی تھی' زندگی اس میں صرف سانس کی صورت باقی تھی' ایک چہرہ اس کی آنکھوں کے آگے گھوم رہا تھا۔ الفاظ اس کے ذہن میں پھرکی کی صورت چکرا رہے تھے۔

رات کا آخری پہر شروع تھا۔ وہ اٹھی اور الماری تک آئی۔ اس نے بہت اندر تقریباً" چھپا کر رکھے ایک باکس کو نکالا۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اس کے وجود میں بھی ارتعاش تھا۔ اس نے باکس کو کھولا۔

اور یہ رات کے آخری پہر کا قصہ ہے۔

چھپا ہوا... چھپایا ہوا... سربمہر بند... اس پر بات ابھی ممکن نہیں۔

آخری پہر کی پہلی بات ابھی نہیں۔

☼ ☼ ☼

"اور خوش فہمی بڑے کام کی چیز ہے' یہ زندہ رہنے کے لیے کچھ اسباب بڑے اہتمام سے پیدا کر ہی دیتی ہے۔" ان خوش فہمیوں کو امرحہ نے گلے سے لگا لیا' مٹھی میں دبا لیا۔

دوسرا سمسٹر شروع تھا' اور جیسا کہ یونیورسٹی میں کہا جاتا ہے کہ اگر آپ نے پہلے سال یا پہلے سمسٹر میں چالیس فیصد رزلٹ حاصل کر لیا تو حقیقتاً" آپ نے تیر مار لیا۔ اور امرحہ نے یہ تیر مار لیا تھا اس نے ساٹھ فیصد نمبر حاصل کیے تھے۔

اور یونی میں ہی مشہور ایک اور مقولے کے مطابق آپ کو پہلے سمسٹر میں یونی میں موجود سب اسٹوڈنٹس لائق فائق' ذہین فطین' نیوٹن' آئن اسٹائن' ٹونی یا سپر اسٹیفن ہاکنگ' رائٹ برادران یا الیگزینڈر گراہم بل کے جانشین یا لے پالک لگتے ہیں' جب کہ حقیقت میں ایسا ہوتا نہیں ہے۔ گول فریم کی بڑی عینک لگائے اسٹیفن نظر آنے والا اور مکمل توجہ سے لیکچر کے دوران گردن ہلانے والا اسٹوڈنٹ دراصل ایک درمیانے درجے کا اسٹوڈنٹ ہے جس کی حقیقت رزلٹ کے بعد کھلتی ہے۔

یہ مقولہ بھی ٹھیک تھا' امرحہ کو اپنے علاوہ وہاں سب ذہین فطین نظر آتے تھے۔ لیکن رزلٹ کے بعد اس کی غلط فہمی دور ہو گئی۔ وہ سب ذہین فطین اس سے تقریباً" پیچھے ہی رہے تھے' یہ وہی لوگ تھے جنہیں فریشر فلو پوری آب و تاب سے چڑھا تھا۔ رات کو یہ خود سے "ایک گھنٹے" صرف ایک گھنٹے کا وعدہ کر کے نکلتے اور ساری رات گھوم پھر کر' ناچ گا کر ڈگمگاتے ہوئے صبح کی کرنوں کے ساتھ واپس آتے۔

پہلا لیکچر کٹی پتنگ کی طرح ان کے ہاتھ آنے کا نام نہ لیتا اور اگر یہ پتنگ کود پھاند کر ہلڑ مچا کر ان کے ہاتھ آہی جاتی تو کلاس میں بیٹھ کر ان کے لیے، آنکھیں کھول کر کانوں کو ہمہ تن گوش کر کے یا چنا منا گوش کر کے لیکچر سننا ایسے ہو جاتا جیسے ہوا میں اونچائی پر تنی رسی پر نو آموز کا چلنا۔۔۔ اوہ میں گرا۔۔۔ آ۔۔۔ آمیں گرا اور نو وہ گر گیا۔۔۔ بے چارہ۔۔۔

رزلٹ پر امرحہ کی آنکھیں کھل سی گئیں۔ یعنی اس کا تو خیال تھا کہ سارے گورے ایسے ہوتے ہیں۔ ایسے کیسے؟

یہی بیٹھے بیٹھے راکٹ بنا لینے والے' دریائے ٹیمز میں کود کر دریائے سین سے نکلنے والے' سر سیکرٹ کمپیوٹرز کے چٹکیوں میں پاس ورڈز توڑ ڈالنے والے' روبوٹ سے کم ایجاد نہ کرنے والے اور شیر سے کم شکار نہ کرنے والے۔۔۔ وغیرہ۔۔۔ وغیرہ

ویسے امرحہ نے سنا تھا کہ پہلے سمسٹر میں ایسا رزلٹ آجانا ایسی کوئی پریشان کن بات نہیں۔ سب سے شاندار رزلٹ کرناٹک (انڈیا) کی منجلا کا رہا تھا جو اتنی کمزور تھی کہ کلاس کا ہر اسٹوڈنٹ اسے ٹویٹ دینے کے لیے بے تاب رہا کرتا تھا۔ اور اسے ٹویٹ دے کر بھول جانے کی نیکی سمجھا کرتا تھا۔ ایک بار کلاس میں سر کین کلارک نے ایسے ہی کہا کہ منجلا ضرور گولڈ میڈل لے گی تو کلاس کے اسٹوڈنٹ ڈیوڈ نے بھرپور سنجیدگی سے سر ہلا کر کہا۔ "ضرور۔۔۔ اگر یہ مانچسٹر کی سردیاں نکال سکی تو۔۔۔"

"سردیاں نکال سکی سے تمہارا کیا مطلب ہے؟" ساری کلاس کی دبی دبی کھی کھی سے یہ واضح تھا کہ وہ بات سمجھ چکے ہیں لیکن یہ پروفیسرز بھی نا۔۔۔

"پہلے سمسٹر کی پہلی برف باری میں ہی منجلا کا دیہانت ہو جائے گا نا۔۔۔"

منجلا سمیت کلاس ہنس ہنس کر پاگل ہو گئی۔ منجلا اسکالر شپ جیت کر مانچسٹر یونی پڑھنے آئی تھی۔ ایگزامز کے دنوں میں امرحہ نے ایک دو بار اس کے ساتھ بھی گروپ اسٹڈی میں شرکت کی تھی وہ انتہائی بے ضرر اور ہر وقت مدد کرنے کے لیے تیار رہنے والی لڑکی تھی' اپنی معصومیت میں وہ۔۔۔ عالمگیری سی حیثیت اختیار کر چکی تھی کہ ولیم جو موقع ملتے ہی بیگز میں سے چاکلیٹس کوکیز نکال لیا کرتا۔ منجلا کے نام ہر قسم اٹھا کر خود پر کیے جانے والے شبے سے جان چھڑواتا۔۔۔ بعد از وہ منجلا کو ٹویٹ دیتا ہوا نظر آتا۔۔۔ جی ہاں۔۔۔ جھوٹی قسم کے ہرجانے کے طور پر۔۔۔ ضمیر کی آواز۔۔۔

امرحہ کی کارکردگی اچھے اسٹوڈنٹس کی طرح تسلی بخش رہی تھی اور ظاہر ہے وہ پروفیسرز کی نظر میں آچکی تھی۔

سر رابرٹ نے یاد سے کلاس میں وہ کارڈز پڑھے جو پہلی کلاس کے دن انہیں لکھ کر دیے گئے تھے اور جس میں اپنے موٹو کے نیچے انہوں نے خود کو سو فیصد کا چیلنج دیا تھا۔ سر رابرٹ نے جو طنز کیے وہ سننے سے تعلق رکھتے تھے۔ جیسا کہ انہوں نے ہیگ کا کارڈ لہرایا۔

ہیگ ہو یونی میں ہر ایک کو کمپیوٹر گیمز کے چیلنج دیتا ہوا پایا جاتا تھا۔ دنیا کی شاید ہی کوئی ایسی گیم ہو گی جس میں اس نے رات دن لگا کر ریکارڈ نہیں بنایا ہو گا۔

"تم ماسٹرز ان انگلش لٹریچر کیوں کر رہے ہو۔ تھری ڈی میں ہی کوئی ڈگری لے لو۔۔۔ بہت نام اور پیسہ کماتے ہیں تھری ڈی گیم ڈیزائنر۔۔۔"

اس کی شکل پر بے چارگی چھا گئی۔

"طنز نہ کرو او مرا۔۔۔ مجھے تو خود نفرت ہے اس سب سے۔۔۔ لیکن کیا کروں یہ لت جان ہی نہیں چھوڑ رہی تمہارے پاس کوئی ترکیب ہے اس سے جان چھڑانے کی۔"

"امرحہ۔۔۔ امرحہ سمجھ میں آیا۔۔۔ تمہاری دیکھا دیکھی بہت سوں نے مجھے او مرا کہنا شروع کر دیا ہے۔ تم اپنا لیپ ٹاپ توڑ ڈالو۔۔۔" امرحہ نے "او مرا" کا غصہ نکالا "نہ رہے گا لیپ ٹاپ نہ کھیلو گے گیمز۔"

"کیا ہمیشہ ہی تمہارا دماغ ایسے شاندار انداز سے کام کرتا ہے۔۔۔ او مرا۔۔۔؟"

"چلنا تو نہیں تھا لیکن تم سب کے درمیان آکر

چلنے لگا ہے۔ ہو ہیگا۔"

یہی ہو ہیگا چھوٹی سی مانو بلی کی طرح آنکھیں جھپکتے اپنی چیئر پر خود کو کس طرح سے غائب کرنے کی کوشش میں تھا۔ اور ظاہر ہے وہ ناکام تھا۔

ہیگ.... چیلنج سو فیصد... موٹو "ایسے پڑھنا ہے کہ حیران کر دینا ہے۔"

"ویل ہیگ آپ کامیاب رہے۔ ہم سب کو حیران کر دیا آپ نے... ہیگ کی حیران کن سو فیصدی کار کردگی پر پلیز ٹیبل بجائے جائیں۔"

زور شور سے ٹیبل بجائے گئے۔

زور و شور سے ٹیبل وقفے وقفے سے بجتے رہے۔

جن کے رزلٹ اچھے رہے تھے ان کے کارڈز پر روشن ستارے بنا دیے گئے۔

"تمہیں عالیان پڑھاتا رہا ہے نا.... شکل سے تو تم لوئر مڈل کلاس سے بھی نیچے کی مخلوق لگتی ہو.... اردو میڈیم میں پڑھتی رہی ہو ایسا رزلٹ لینا تمہارے بس کی بات تو نہیں تھی پھر؟" شنزا نے اپنی ری بونڈ بھنوؤں کو کسی مستول کی طرح تان کر پوچھا۔

"ٹھیک کہا میں اردو میڈیم میں ہی پڑھتی رہی ہوں۔ اچھا ہوتا تم بھی پڑھ لیتیں۔ تو تمہارا شمار بھی چالیس فیصد والوں میں نہ ہوتا اور تمہیں کس نے کہا کہ عالیان مجھے پڑھاتا رہا ہے؟"

پتا نہیں پاکستانی اردو میڈیم میں پڑھنے کو گالی کیوں سمجھتے ہیں۔ انگریز تو انگریزی پڑھنے میں ہتک محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ انگریزوں کو اس وقت شرم آیا کرتی تھی جب انہیں خود پر جبر کر کے لاطینی پڑھنی پڑتی تھی۔ دوسری اقوام اپنی مرضی سے ساری دنیا کی زبانیں سیکھ لیں گی لیکن جہاں کوئی زبان ان کی زبان کی جگہ لینے کی کوشش کرے گی وہیں وہ اپنی واضح ناپسندیدگی ثابت کر کے اپنی زبان کے آگے ڈھال بن کر کھڑے ہو جائیں گے کہ دنیا کی کوئی زبان ان کی زبان سے اچھی ہے نہ ہو گی۔

"عقلی کامنز میں وہ گھنٹوں تمہارے پاس بیٹھا رہا کرتا تھا۔" ری بونڈ۔ بالوں کو شنزا نے ہاتھ لگائے بغیر

گردن کے جھٹکے سے شانوں سے پرے کیا۔

امرحہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔ یعنی پاکستانی خواتین دنیا کے کسی بھی کونے میں رہیں۔ خصلت عظیم "ٹوہ" پر دل و جان سے نثار رہتی ہیں۔ کسی تمغے کی طرح سجائے... فخر و غرور سے سرشار پھرتی ہیں۔

"وہ بزنس کا اسٹوڈنٹ ہے میں انگلش لٹریچر کی۔"

"وہ اتنا لائق ہے کہ پروفیسر سے اچھا انگلش لٹریچر پڑھا سکتا ہے۔"

"وہ اتنا لائق ہے آخر سب کو کیسے پتا تھا۔" امرحہ دنگ سی رہ گئی۔

"تم اس سے ٹیوشن لیتی رہی ہو؟" امرحہ پوچھے بنا رہ نہ سکی۔

"تم اس کی جان چھوڑتیں تو وہ کسی اور کو ٹیوشن دیتا نا۔" ہونٹوں کے کونوں کو استہزائیہ اچکا کر وہ کڑوی گولی کی طرح بد مزا سی دکھائی دینے لگی۔

امرحہ شنزا کی شکل دیکھتی رہ گئی۔ "سر رابرٹ سے اچھا کوئی نہیں پڑھا سکتا۔ میں نہیں مانتی" امرحہ کو یہی جواب سوجھا۔

"نہ مانو۔ وہ یونی کا راجر فیڈرر ہے۔ ساری ٹرافیاں اکٹھی کر لائے گا وہ... ویسے تم آج کل اس کے ساتھ نظر نہیں آتیں۔ وہ بھی ڈپارٹمنٹ نہیں آتا۔" شنزا نے مکمل ایمان داری سے "ٹوہ" کی ڈیوٹی سرانجام دی تھی اور وہ اس میں غفلت کا شکار قطعاً" نہیں ہوئی تھی۔

امرحہ کوئی بھی جواب دیے بغیر چلی گئی۔

شنزا اس کی کلاس فیلو تھی جو Gravity Falls کی Pacifica کے نام سے زیادہ جانی جاتی تھی اسے عجیب و غریب ملبوسات پہننے پر لیڈی گاگا بھی کہا جاتا اور شوں شوں بھی یعنی جب وہ قریب سے گزرتی تو شرارتی اسٹوڈنٹس مکھی اڑانے کے انداز سے ہاتھ لہرا کر "شوں شوں" کر دیتے۔

شنزا پاکستان کے ایک بڑے وزیر کی بیٹی تھی، جن کے وزیر اعظم بننے کے امکانات کافی روشن تھے۔ وہ اسٹوڈنٹس اور پروفیسر سے ایسے مخاطب ہوتی جیسے

کرپشن کے پیسوں سے لیے اپنے پاپا کے محل نما گھر کے گھریلو ملازم سے مخاطب ہو۔ جو لباس وہ ایک بار پہن لیتی دوبارہ کوئی اسے اس لباس میں نہ دیکھ سکتا۔ اس کے جوتے بیگز، قلم نوٹ بکس، ملبوسات اور ایسی ہی دوسری چیزیں اتنی مہنگی ہوتیں کہ انہیں دیکھ کر حقیقتاً "اسٹوڈنٹس کو ہول اٹھتے کہ....

"اف کیا اس نے انہیں خریدنے کی جرات کی۔ کیا واقعی.... اس نے انہیں خرید لیا۔ اور یہ کیا یہ تو اس کے ہاتھ میں بھی ہیں۔"

"اسی لیے پاکستان میں غربت کا یہ عالم ہے۔ سارے بجٹ سے تو لیڈی گاگا کے کپڑے جوتے ہی آجاتے ہیں۔"

جرمن جوئیل نے بڑی جرات سے اس کے منہ پر کہہ دیا تھا اور اس لیڈی گاگا نے پاک افواج کے ذخیرے میں موجود سارے بارود کو آنکھوں میں بھر کر اسے گھورا.... اور بس.... ایسے ویسوں کے منہ لگنا اس کی شان کے سراسر خلاف تھا۔

ایک دن لیکچر کے دوران وہ اپنے آئی فون کے ساتھ مصروف تھی۔ اسے کئی بار اس حرکت پر سرزنش کی جا چکی تھی۔ پر کیا کیا جاسکتا تھا وہ اتنا بارود اپنے ساتھ رکھتی تھی کہ کوئی کچھ کہہ بھی دیتا تو بھی فائدہ نہ ہوا کرتا۔

مزید اس نے یہ کیا کہ مزے سے پچھلی رو میں بیٹھے جوناتھن کی تصویر کلک کی۔ نیند کی وجہ سے جوناتھن کے لیے مشکل تر ہو رہا تھا سر کو ڈھلکنے سے روکنا اور آنکھیں پوری کھول کر متوجہ رہنا۔ لیڈی گاگا نے باقاعدہ کرسی سے کھڑے ہو کر پیچھے جوناتھن کی طرف رخ کر کے یہ حرکت کی۔

کلاس دنگ رہ گئی۔

"اگر آپ کو لیکچر نہیں سننا تو آپ کلاس سے آؤٹ ہو جائیں۔ اور باہر نکل کر مانچسٹر کی تصویریں اتاریں۔" سرجین نے کسی قدر تحمل سے کہا۔

"سننا ہے اگر کسی کام کا ہوا تو...." اس نے بے نیازی سے شانے اچکا کر کہا۔

سرجین کئی لحظے اس کی شکل دیکھتے رہے۔ یہ بدتمیزی کی انتہا تھی بلاشبہ....

"آپ کے ملک میں نہیں لیکن یہاں گرومنگ کورسز ہوتے ہیں۔ کلاس کے اسٹوڈنٹس آپ کو فنڈز جمع کر دیں گے آپ گرومنگ کلاسز لیں.... جب بات کرنا سیکھ جائیں تو آجائیے گا۔ ہم آپ کو ڈگری دے دیں گے۔"

"تو آپ گرومنگ کلاسز لے کر آئے ہیں؟"

"اگر آپ کے ساتھ میرے دو تین مزید مکالمے ہوئے تو یقیناً" مجھے بھی لینی پڑیں گی۔"

امرجہ اتنی شرمندہ ہوئی کہ سارا وقت کلاس میں سر جھکا کر بیٹھی رہی بعد ازاں وہ سرجین کے آفس گئی اور ان سے معذرت کی۔

"آپ کیوں معذرت کر رہی ہیں؟" وہ مسکرانے لگے۔

"سر! ہمارے ملک میں سب شزا جیسے نہیں ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ استاد کا احترام کیسے کیا جاتا ہے۔ اگر پروفیسر میرے آگے چل رہے ہوں تو میں نے کبھی قدم بڑھا کر ان سے آگے نکل جانا نہیں چاہا۔ میرے دادا کہتے ہیں تمہاری زندگی کا خاتمہ ہی کیوں نہ ہو جائے کبھی استاد سے آگے ہو کر نہ نکلو' استاد محترم کو اپنی پشت نہ دکھاؤ۔ یہ انتہا درجے کی بے ادبی ہے۔"

"میں جانتا ہوں۔" وہ مسکرائے۔

"میں ان خوش قسمت پروفیسرز میں سے ہوں جنہیں ہر سیشن میں ایسے اسٹوڈنٹس ضرور ملتے ہیں جن کے لیے ہم 'ہمارا احترام فرض کی طرح ہوتے ہیں۔

جھنگ پاکستان کا طالب دو سال پہلے میرا اسٹوڈنٹ تھا' جہاں کہیں مجھے دیکھ لیتا اپنی رفتار آہستہ کر لیتا' وہ گناہ سمجھتا تھا میرے آگے چلنا' میرے سر پر اپنی چھتری تان کر خود گیلا ہو جاتا تھا۔ میری چھتری کو پکڑ کر مجھے کار تک چھوڑ کر آتا' ایک بار ٹشو سے اس نے میرے گیلے جوتے صاف کیے اور یہ کام اس نے بغیر کسی شرم کے کئی سو اسٹوڈنٹس کی موجودگی میں کیا۔

اور مجھے یہ بھی بتا لینے دو کہ وہ ٹشو وہ اپنے ساتھ پاکستان لے گیا۔

میں ایک استاد ہوں امرحہ' استاد میں تعصب نہیں ہوتا۔ تمہاری غلطی تمہاری ہوگی تمہاری قوم کی نہیں' ہم تعصب کو ختم کرنے والے ہیں' تعصب پھیلانے یا پالنے والے نہیں۔ میں مانتا ہوں پاکستان میں کئی شنرا ہوں گی' لیکن خوش آئند بات یہ ہے کہ پاکستان طالب غفور جیسے لوگوں سے بھی بھرا پڑا ہوگا۔"

امرحہ لاجواب ہو گئی۔

ایک بار شنرا کے پاپا یونیورسٹی آئے تو وہ انہیں ایسے یونیورسٹی دکھاتی رہی جیسے کہتی ہو۔

"اگلے چند سالوں میں یہ بھی ہماری ہو جائے گی نا۔۔۔ ہے نا پاپا؟"

اور سویٹ پاپا کہتے ہوں۔

"کوئی شک۔۔۔؟"

تو یہ شوں شوں شنرا ابھی عالیان کے بارے میں خبریں رکھنے میں دلچسپی رکھتی تھی اور یقینا" اس تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش بھی کی ہوگی۔ لیکن وہ رسائی صرف امرحہ کی ہو سکی تھی۔

علی کامنز کے باغ میں بیٹھے وہ خود کو اداس ہونے سے روک رہی تھی۔ اس کا رزلٹ اچھا رہا تھا اور ظاہر ہے وہ خوش ہو کر بھی خوش نہیں تھی۔ ایگزامز کے دنوں میں عالیان نے اسے یونی کون (Uni cron) دیا تھا۔ جس کی پیشانی کے سینگ پر سفید چٹ بھی تھی اور عالیان کی لکھائی میں۔

Keep calm and ride a unicron into exams.

لکھا تھا۔ ایگزامز کے دنوں میں کم و بیش ہر اسٹوڈنٹ کے اسٹڈی ٹیبل پر یہ یونی کون نظر آتا ہے۔ کچھ سینیرز فریشرز کو دیتے ہیں۔ کچھ گھروں سے لے کر نکلتے ہیں۔ لیکن اس بے خبر امرحہ کو علیان نے دے دیا تھا۔ ایگزامز کی تیاری کے دوران وہ تھک جاتی تو اس چٹ کو دیکھ لیتی اور جیسے اس میں ایک نامعلوم سی طاقت عود کر آجاتی اور وہ تن دہی سے پھر سے پڑھنے لگتی۔

اگر سب کچھ پہلے جیسا ہوتا تو عالیان شاید اس کے پاس آتا۔ نیلے پیلے سفید پھول لے کر اور کہتا۔

"اگلی بار اس سے بھی اچھے رزلٹ پر تمہیں اس سے بڑا پھولوں کا گملا ملے گا' تیسرے سمسٹر میں پھولوں کا گودام ملے گا۔ اور چوتھے اور فائنل میں۔۔۔" وہ شرارت سے مسکرا کر خاموش ہو جاتا۔

سارے مرجھائے پھولوں نے امرحہ کے گرد ڈھیر لگا لیا۔ وہ اٹھ کر لائبریری آگئی۔

"کیسی ہو مینڈکی؟"

وہ اپنی کتابیں ایشو کروا چکی تھی اور یونیورسٹی کا منحوس ترین انسان کارل اپنی کتابیں ایشو کروا رہا تھا۔ چیونگم سے وہ ایسے پٹاخے پھوڑ رہا تھا اور اتنی تیزی سے جیسے اسے جلد از جلد اس چیونگم سے ننھا منا بم تیار کرنا ہو اور وہ بم اس کے منہ میں ہی تیار ہونا ہو۔ اور پھر اس نے وہ بم کسی پر دے مارنا ہو۔

امرحہ سے بہترین کون مستحق ہوگا کارل کے بم کا۔۔۔

کچھ شنرا کا غصہ۔۔۔ کچھ سے زیادہ اپنے اندر کا دکھ اور کچھ ہارٹ راک میں ڈسک کا چلایا جانا' اس نے ہاتھ میں پکڑی تین وزنی' موٹی کتابوں کا سیٹ اس کے سر پر دے مارا۔

"مجھ سے دور رہا کرو۔ مینڈک ہو گے تم' تمہارا خاندان اور آگے پیچھے کے سب فلاں فلاں اور فلانی فلانیاں۔۔۔" ہم سے آگے کا فقرہ اس نے اردو میں کہا اور آنکھوں میں آگ بھر کر اسے گھورنے لگی۔

کاؤنٹر پر کھڑے تین لائبریرین کے ہاتھ کام کرتے رک گئے۔ پچاس ساٹھ کے قریب ادھر ادھر کھڑے' آتے جاتے اسٹوڈنٹس نے باقاعدہ رک کر اس منظر کو دیکھا۔ ذرا دور کھڑی منجلا کے ہاتھ سے کتابیں گر گئیں۔ بھلا منجلا کو کیا ضرورت پڑی تھی اپنے وزن سے زیادہ کتابیں اٹھانے کی۔

اور کارل۔۔۔؟

کارل کا چیونگم چباتا جبڑا رک گیا' بم اس کے جبڑے

کے اندر ہی پھٹا اور دھواں 'کانوں' آنکھوں 'ناک سے نکلا' اس نے گردن کو خم دیا اور آنکھوں کو ذرا سا پھیلا کر امرحہ کو دیکھا' اسے دیکھا' یعنی تم۔۔۔ تم مینڈکی۔۔۔ دی لاسٹ ڈک۔۔۔ تمہاری اتنی جرائت ۔۔۔ آہاں۔۔۔ ہم ۔۔۔ اوہ۔۔۔ آہاں۔۔۔ ناؤ ب آئی سی۔

زیر لب مسکراتا دو انگلیاں اس کی طرف اٹھا کر اپنی آنکھوں کے سامنے لا کر ایران کے لیے امریکی مارکہ واچنگ یو (watching you) کی دھمکی ایران کو۔۔۔ امرحہ کو دیتا لائبریری سے باہر چلا گیا۔

لائبریری کا ماحول جو اس کے سر پر کتابیں پڑھنے سے وہیں فریز ہو گیا تھا۔ پھر سے رواں دواں ہو گیا۔ وہ اپنی کتابیں سنبھالتی باہر نکلی اور یہ کیا؟ کارل ایک دم سے کسی چھلاوے کی طرح اس کے سامنے آیا اور اس کے ہاتھ سے کتابیں چھین کر لے گیا۔ دو سیکنڈ بھی کم ہوں گے اس نے اس سے بھی کم وقت لیا یہ کام کرنے میں' تالیاں کارل کے لیے اور امرحہ کے لیے ایک عدد ٹشو پیپر۔۔۔

"لائبریری کی کتابیں لے گیا۔" فریز سی حالت میں امرحہ خوف سے بڑبڑائی۔

"اوہ۔۔۔!" امرحہ کا سر گھوم گیا 'یہ اس نے کیا کیا۔ اس نے کارل کے ساتھ پنجابی پنگا کیوں لیا اوہ' وہ لائبریری کی ملکیت کتابیں لے گیا تھا۔ وہ انہیں ضائع کر دے گا۔ اور اسے جرمانہ بھرنا پڑے گا۔ اتنا جرمانہ اس نے تو اتنی مہنگی اور تاریخی کتابیں نکلوائی تھیں۔

اللہ امرحہ سے پوچھے اس نے اتنی فاش غلطی کیوں کی۔ جب وہ کارل کے دماغ جیسا دماغ نہیں رکھتی تو کارل کے غصے جیسا غصہ بھی نہیں رکھنا چاہیے تھا۔ وہ بزنس اسکول کی طرف بھاگی کارل کو ڈھونڈنے 'پر اب تو جیمز بونڈ' انڈیانا جونز' سی آئی اے کے آگے پیچھے کے سب ہی رشتے دار بھی آجاتے تو بھی کارل کو نہ ڈھونڈا جا سکتا۔

وہ بزنس اسکول کے کاریڈور میں کھڑی تھی اور بے بسی سے عالیان کے پاس جانے کا سوچ رہی تھی' لیکن آخری بار جو اس کی آنکھوں سے چھلکتی سرد مہری دیکھ لی تھی۔ اس کی کپکپی ہی نہ تھمی تھی تو پھر سے کیسے اس کے پاس چلی جاتی۔ اسے ویرا کے پاس جانا پڑا۔

"تم اس سے کیوں الجھیں؟"

"دماغ چل گیا تھا میرا۔۔۔"

"کچھ کرتی ہوں۔ پر سکون رہو تم۔۔۔" ویرا کارل کو فون کرنے لگی۔

"وہ کہہ رہا ہے وہ تمہیں کل دے دے گا۔"

"آج ہی کیوں نہیں؟" اس کی شکل پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"تم نے اس کے سر پر کتابیں دے ماریں۔ ایک دن کی خواری تو وہ تمہیں دے گا نا۔۔۔" ویرا نے اسے ہلکا پھلکا کرنے کے لیے بات کو مزاح کا رنگ دیا۔

"اگر یہ ایک دن کی خواری ہے تو میں ہو جاتی ہوں خوار۔۔۔"

"اگر تم کہو تو میں ہال سے جا کر لا دوں اس کے روم سے۔۔۔" ویرا پچھلے واقعے سے اس قدر شرمندہ تھی کہ کوشش کرتی تھی کہ اس کا زیادہ خیال رکھ سکے۔ اس کی کوئی بھی پریشانی ختم کر سکے۔

"نہیں کل تک انتظار کر لیتی ہوں۔"

لیکن ۔۔۔ لیکن یہ ایک دن کی خواری ہرگز نہیں تھی۔ اسے ویرا سے کہہ دینا چاہیے تھا کہ ہاں چھاپہ مار کر اس کے روم سے کتابیں لے آؤ۔ لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔ اگلے دن کارل کتابیں لیے اس کے سامنے کھڑا تھا۔

"یہ لو امرحہ دی مینڈکی۔۔۔ میں تمہیں روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن پہلے مجھے سوری بولو۔" کتابیں اس نے سینے کے ساتھ دونوں بازوؤں کی لپیٹ میں تھام رکھی تھیں۔ حفاظت سے۔۔۔ محبت سے۔۔۔

"سوری۔" امرحہ کی مری مری آواز نکلی۔

جس وقت تم نے مجھے کتابیں ماری تھیں اس وقت کم سے کم دو سو لوگوں نے ہمیں دیکھا تھا۔ یعنی میرے پاس دو سو لوگ گواہ تھے۔ چشم دید گواہ۔ تم سمجھ رہی ہو نا۔ اس سے کیا کیا ہو سکتا تھا۔ تم یونیورسٹی سے بے دخل ہو تیں پھر میں تم پر پورے دس لاکھ پاؤنڈ کا ہتک

عزت اور قاتلانہ حملے کا ہرجانے کا دعوا کرتا۔ لیکن ایک تو میں رحم دل بہت ہوں۔ چھوٹا سا میاؤں میاؤں سا دل ہے میرا۔ اور پھر تم سے پرانی دوستی بھی ہے۔ اب تمہارے سوری کو کم سے کم چار سو لوگوں کو تو سننا چاہیے نا۔ یہ کچھ زیادہ نہیں ہے۔ بلاشبہ میں انصاف پسندی سے کام لے رہا ہوں۔"

دونوں انگلش ڈپارٹمنٹ کے باہر کھڑے تھے اور وہاں اور قریب وجوار میں اتنے اسٹوڈنٹس تو تھے کہ کارل کی حسرت پوری ہو جاتی۔ امرحہ نے پھر سے اس وقت کو کوسا جس وقت اس نے دکھ اور غصے سے بھڑک کر کتابیں مارنے کی خوفناک غلطی کر ڈالی تھی۔

لب بھینچ کر اس نے آس پاس دیکھا اور قدرے بلند آواز میں کہا۔ "سوری"

کارل سینے سے کتابیں لگائے ذرا سا کمر اور سر کو خم دے کر کھڑا رہا۔ اس کی گہری نیلی آنکھوں میں قہقہوں کے جوار بھاٹا پھٹنے لگے۔ بڑی ادا سے اس نے کسی ملکہ عالیہ کی طرح گردن کو گھما کر آس پاس دیکھا، پھر ہونٹوں کو ارادتاً "بگاڑ لیا جیسے اس صورت حال نے اس کے قومی وقار اور باعزت شخصیت کو صدمہ پہنچایا ہو اور اس کی ساکھ متاثر ہوئی ہو....

"کوئی متوجہ ہی نہیں ہوا...." بگڑے ہونٹوں کے ساتھ اس نے انگلی سے اشارہ کر کے امرحہ کو گردن گھما کر دیکھنے کا اشارہ کیا۔

امرحہ نے قطعاً "گردن نہیں گھمائی.... وہ تو یہ سوچ رہی تھی کہ آخر وہ ماسٹرز کر کے کیا کرے گی۔ یعنی اگر وہ یونیورسٹی چھوڑ کر لاہور واپس چلی جائے تو کیسا رہے گا۔ اس کارل سے کہیں زیادہ رحم دل اسے منحوس کہنے والے تھے۔

"مجھے چلے جانا چاہیے۔ میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ میں پورے پندرہ لاکھ پاؤنڈ کا دعوا کروں گا۔" کارل جانے لگا۔

"سوری" امرحہ نے پوری شدت سے چلا کر کہا۔ ہرجانے کا دعوا تو وہ کیا کرتا اسے لائبریری کی کتابوں کی فکر تھی۔

کافی سے زیادہ فرق پڑا اس بار.... سب نے حیرت سے امرحہ کو دیکھا۔ ماحول ایک بار پھر سے فریز سا ہو گیا۔ گردنیں امرحہ کی طرف مڑ گئیں۔ آنکھوں میں حیرت سمٹ آئی۔

کارل نے ادائے بے نیازی سے کہ وہ تو امرحہ کے کسی مسئلے کو حل کرنے کے لیے اس کے پاس کھڑا ہے آنکھوں کی پتلیوں کو گول گول گھما کر "فریز" ہو چکے اس منظر کو دیکھا۔ جیسے شانت سا ہو گیا۔

"یہ کچھ بہتر رہا ہے۔ اس سے ایک اور بات بھی ثابت ہوئی کہ رونے کے علاوہ بھی تم بہت کچھ کر سکتی ہو۔ یعنی کمال کر سکتی ہو۔ یہ لو اپنی کتابیں.... میں ہنٹ (Hint) دیتا تو نہیں ہوں، لیکن تمہیں دے رہا ہوں۔ پھر ملتے ہیں۔"

دو انگلیوں سے اچانک وی کا اشارہ دیتا وہ عالیان کی طرح ہی ہوا میں اچھل کر پیروں کی تالی بجاتا غائب ہو گیا۔ اور امرحہ کا جی چاہا کہ وہ واپس کتابیں اس کے سر پر دے مارے۔

مارتی رہے۔ مارتی رہے کہ آخر کار اسے یونیورسٹی سے نکال دیا جائے، ساری کتابیں تیز بلیڈ سے کاٹی ہوئی تھیں۔ صفحات درمیان سے دو حصوں میں کیے تھے۔ وہ کبھی بھی یہ ثابت نہیں کر سکتی تھی کہ یہ کارل نے کیا ہے۔ اسے اپنی محنت کی کمائی سے جمع کیے گئے پاؤنڈز میں سے بھاری جرمانہ ادا کرنا پڑا۔

کارل زمین پر موجود سب سے زیادہ منحوس انسان....

دو دن وہ کھانا نہیں کھا سکی، سو نہیں سکی، اس کے جی میں آیا کہ وہ کارل کو وہ ساری بددعائیں دے ڈالے، جو پنجاب کی خواتین روایتی خاندانی لڑائیوں میں دیتی ہیں۔ لیکن وہ اسے چند امرحہ ٹائپ بددعائیں ہی دے سکی۔ جیسے کہ مانچسٹر میں جب بادل چھائیں تو آسمانی بجلی تم پر ٹوٹ پڑے اور ایسے گرے کے تمہیں سیاہ بھوت بنا دے۔ تم زندہ رہو لیکن مردوں کی طرح ممّی کے سب اسٹوڈنٹس تمہیں دیکھتے ہی چیخیں مارنے لگیں۔ دل برداشتہ ہو کر تم یونیورسٹی ہی چھوڑ جاؤ اور یا یہ کہ تم

رات کو سوؤ تو کارل ہو صبح اٹھو "ڈی ترنیا" کے لو مڑبن چکے ہو۔

اس واقعہ کے بعد وہ زمین پر موجود سب سے زیادہ دکھی لوگوں میں سے ایک ہو گئی۔ اسے پوری شدت سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ وہ اکیلی ہو گئی ہے۔ عالیان اسے کہیں دکھائی نہیں دیتا تھا۔ ایک بار وہ اسے دکھائی دیا بھی تو اپنے آپ کو سیاہ ہڈ میں چھپائے۔

"اگر میں کہیں گم ہو جاؤں تو تم مجھے کیسے ڈھونڈو گی؟" ایک بار وہ امرحہ سے پوچھنے لگا۔ وہ کیا کیا سوچتا رہتا تھا۔ وہ گم ہونے جا رہا تھا۔ اور اسے یہ انتظام بھی رکھنا تھا کہ اسے ڈھونڈ لیا جائے۔

"تمہارے ان لمبے کانوں سے...." اس نے سنجیدگی سے کہا لیکن ساتھ ساتھ سیاہ پتلیاں بھی مٹکائیں۔

"میری شناخت کے لیے یہ اتنا اہم کردار ادا کریں گے مجھے معلوم نہیں تھا۔ میں دعا کرتا ہوں کہ یہ لمبے ... اور... اور لمبے ہو جائیں تاکہ مجھے جلدی سے ڈھونڈ لیا جائے۔"

اب تو وہ جلدی سے گم ہو گیا تھا۔ امرحہ اسے ان بڑے اور لمبے کانوں سے پہچان کر ڈھونڈ نہ نکالے وہ انہیں ہوڈی میں چھپا کر رکھتا تھا کیا۔ معمولی بات تھی لیکن کافی تکلیف دہ بات تھی۔

ہارٹ راک کے باہر آخری ملاقات کے بعد امرحہ نے اسے بہت سارے دنوں کے بعد آکسفورڈ روڈ پر تیزی سے سائیکل چلاتے دیکھا تھا۔ امرحہ بس میں تھی۔ کاش بس کی جگہ وہاں کوئی لاہوری رکشا ہوتا تو وہ رکشے والے سے کہتی کہ بھائی ذرا اس سرمئی ہوڈی والے کا پیچھا کرنا۔

وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ آخر اب وہ کہاں اتنا مصروف رہتا ہے کہ دکھائی بھی نہیں دیتا۔ اسی روڈ پر اس کے ساتھ چہل قدمی کرنے والا اسی روڈ سے اس سے دور بھاگ رہا تھا۔

وہ چپکے سے بزنس اسکول کے کتنے ہی چکر لگا لیتی وہ اسے نظر نہیں آتا تھا۔ وہ واقعی میں ذہین تھا۔ چھپ جانا جانتا تھا۔ امرحہ تو ناکارہ تھی اور وہ اسے اتنی بڑی یونی میں ڈھونڈ نکالتا تھا۔ اکثر وہ یونی میوزیم کے کسی کونے کھدرے میں چھپی سی کھڑی ہوتی اور وہ پیچھے آ کر کھڑا ہو جاتا جیسے چلتے چلتے اسے خواب آ جاتے ہوں کہ امرحہ اس وقت کہاں ہے۔ جیسے وہ ریڈار ہو اور اسے ٹھیک ٹھیک معلوم ہو کہ امرحہ نامی جہاز مانچسٹر یونی کے آسمان پر کس طرف کو محو پرواز ہے' امرحہ کو یہ خواب نہیں آتے تھے کہ وہ کہاں ہے؟ سارے خواب عالیان کو ہی کیوں آئے؟ سب ہی الہام عالیان کو ہی کیوں ہوئے؟

اس مغرب میں رہنے والے کو مشرقی آداب کس نے سکھائے؟

ڈھونڈ نکالتا اور ظاہر بھی نہ کرتا۔ ان گروں کا بادشاہ وہ کب بنا؟

دوبارہ وہ عالیان سے بات کرنے کی ہمت نہیں کر سکی۔ وہ اسے دیکھ لینا چاہتی تھی۔ ان کے درمیان جو کچھ ہو چکا تھا' اسے ٹھیک ہونے میں وقت بھی لگنے والا تھا اور مرہم بھی....

مرہم وقت کے تھال پر تھا اور وقت قسمت کی مٹھی میں.... امرحہ کے ہاتھ میں تو اب کچھ بھی نہیں رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

دی بگ بین (The big ben) لندن ڈبل ڈیک بس اور لندن ٹیکسی برطانیہ کے لینڈ مارک مانے جاتے ہیں' اور "سائی" کو مانچسٹر یونی کے اسٹوڈنٹس کا لینڈ مارک مانا جاتا ہے۔ بنا کسی شک و شبہ کے Say it all (سب کہہ ڈالو) یعنی سائی....

"پیلے رنگ کے بورڈ پر نارنجی روشنائی سے یہ الفاظ سائی کی لکھائی میں لکھے ہیں۔ یونی میں شاید ہی کوئی ایسا بد نصیب ہو گا جو اس بورڈ کے مالک کو نہیں جانتا ہو گا۔"

سائی سیاہ فام نسلاً" امریکی لیکن برطانوی شہری ہے۔ اس کا اصل نام ایڈی ہے۔ ہلکے گھنگریالے بال' پتلا سا جس کی وجہ سے کچھ زیادہ ہی لمبا دکھتا ہے۔

آنکھیں گول گول اور نمایاں اور ان پر پتلے فریم کا نظر کا چشمہ۔۔۔

اپنے بیگ کو دونوں کندھوں پر پھنسائے کمر پر پیچھے لٹکائے۔ وہ مانچسٹر یونی کا زمینی فرشتہ ہے۔ یونی کا دادا' دادی' نانا' نانی جی' چچا' ماموں' خالہ' بھائی بہن اور دوست۔۔۔ وہ سب تھا۔۔۔ وہ سائی تھا۔

"یونیورسٹی میں اس کے بیٹھنے کی ایک ہی مخصوص جگہ تھی۔ علی لرننگ کامن کے باغ کے درخت تلے' ویسے اسے کہیں بھی روک کر بٹھایا جاسکتا تھا' وہ اعتراض نہیں کیا کرتا تھا۔ کیونکہ وہ تو فرشتہ تھا اس تک رسائی بہت آسان تھی۔ جب وہ فارغ ہوتا درخت تلے آکر بیٹھ جاتا اور بیگ میں سے بورڈ نکال کر رکھ لیتا۔۔۔ مطلب۔"

"میں فارغ ہوں۔ ہمہ تن گوش ہوں آؤ میں سب سنوں گا اور تم سب کہہ ڈالو۔ اپنے درد۔۔۔ اپنی تکلیفیں۔۔۔ وہ سب فضول کی باتیں جو کوئی اور نہیں سنتا۔ تمہارے رونے کے قصے' تمہارے نہ ہنسنے کی وجوہات' تمہاری خالی جیب کی **بدقسمتیاں**' تمہارے کمروں سے کھانے کی اشیا کا غائب ہوجانا' شیمپوز پرفیومز' اور ایسی ہی دوسری چیزوں کی گمشدگی کا' آئے دن وقوع پذیر ہونا۔ اسائنمنٹس کا مکمل نہ ہونا۔ پڑھائی ایک بوجھ لگنا' پرانی کتابوں کا نہ بکنا' نئی کتابوں کے پیسوں کا بار اور کیفے میں اڑجانا' لیکچر سے زیادہ تمہارا دھیان پارٹی میں لگے رہنا' گھر کی یاد ستانا۔

مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں تو سب سننے کے لیے دل وجان سے تیار ہوں۔" ایڈی یعنی کہ سائی یونی کا چار سالہ پرانا اسٹوڈنٹ ہے۔ اس کی تاریخ کے بارے میں مختلف باتیں گردش کرتی رہتی ہیں۔

کچھ کہتے ہیں کہ جب وہ نیا نیا یونی آیا تھا تو کچھ معاملات کو لے کر اتنا پریشان رہا کرتا تھا کہ فلاں فلاں درخت تلے بیٹھ کر رونے لگتا۔ اس نے ایک دو اسٹوڈنٹس کو اپنی بات سنانے کی کوشش کی' لیکن کچھ کے پاس وقت نہیں تھا اور کچھ کا کہنا تھا کہ وہ بے کار باتوں کو لے کر پریشان ہے۔ اب اگر کسی پروفیسر نے اس کے آگے کی رو میں بیٹھے لڑکے کو مسکرا کر دیکھ لیا' اور بعد ازاں سائی کو ذرا سی ترچھی نظروں سے دیکھ لیا تو اس میں رونے کی کیا بات ہے۔ پروفیسر کو تو خود بھی معلوم نہیں ہوتا کہ وہ آخر کر کیا رہے ہیں۔ اور اگر کاریڈور میں چلتے شرارتی لڑکیوں نے ایک دم سے اس کے سامنے آکر دائرہ بنا کر اسے چٹکیاں بھر کر اس کا چشمہ اتار کر بھاگ بھی گئیں تو اسے تو انجوائے کرنا چاہیے کہ ایسی **تتلیاں** لڑکیاں صرف اس کے ساتھ شرارت کرتی ہیں۔ مزید یونی میں چلتے پھرتے کوئی اسے پین کی باریک نب چبھو دیتا ہے اور متواتر ایسا کر رہا ہے تو یہ تو ایسی خاص بات نہیں۔ وہ بھی ایک پین خرید لے باریک نب کا' بلکہ پین ہی کیوں ایک چھوٹا سا خنجر۔۔۔ اوہو۔۔۔ ورنہ وہ اپنے پھل کاٹنے والی چھری ہی بیگ میں رکھ کر لے آئے۔ اس میں مسئلہ کیا تھا آخر۔۔۔

چھ مہینے بعد سائی نے محسوس کیا کہ بہت سی باتیں دوسروں کے لیے بہت معمولی اور غیر اہم ہوتی ہیں جبکہ وہی باتیں کسی ایک کے لیے بہت اہم اور غیر معمولی ہوجاتی ہیں۔ اس نے ایک بورڈ بنایا اور اس پر say it all لکھا اور اسے لے کر یونی میں گشت کرتا رہا۔ جہاں کوئی اس سے اس کا مطلب پوچھتا تو وہ بتا دیتا۔ پہلے پہل اس کے say it all کی ضرورت کسی کو محسوس نہ ہوئی۔ بلکہ یہ ایک مضحکہ خیز خیال لگا۔

ظاہر ہے ہم اپنی باتیں اپنے دوستوں سے شیئر کرتے ہیں ۔۔۔ خوف سے کسی سے بھی نہیں کرتے۔ ویسے دوستوں کے ساتھ شیئر کردینے سے ہی وہ بی بی سی نیوز سروس کی طرح سارے میں نشر ہوجاتی ہیں تو ایک انجانے انسان کے ساتھ شیئر کرنے کا رسک کوئی کیوں کرلے گا۔ بلکہ نتیجے کے طور پر ان کا کیا حال ہوگا۔ نہ ختم ہونے والی لڑائیاں۔۔۔ اور تاریخی عظیم اسٹوڈنٹس اسکینڈلز کے نہ ختم ہونے والے سلسلے کا آغاز۔ یعنی انجام۔ یہی سب نا؟ لیکن آہستہ آہستہ لڑکے لڑکیاں اس کے پاس آنے لگے۔ خاص کر

وہ جن کی نئی نئی کسی دوست سے لڑائی ہوئی ہوتی یا پروفیسر دبے دبے لفظوں میں کلاس میں ان کی بے عزتی کردی ہوتی۔۔۔ کچھ صرف اسے لطیفے سنانے کے لیے آتے۔ وہ لطیفے جو بعدازاں انہوں نے کلاس میں کریک کرنے ہوتے کہ کلاس ہنسنے لگی بھی یا نہیں۔ کچھ گروپ کی صورت آتے۔

"سائی! دیکھو ہم میں سے کون سب سے زیادہ کیوٹ لگتا ہے۔"

سائی انگلی اٹھاتا اور ایک ایک کی طرف اشارہ کردیتا یعنی تم پانچوں کیوٹ ہو زیادہ تر اس کے پاس لڑکیاں آتیں۔

اب یہ سائی کا اصول تھا کہ برطانیہ' امریکا بلکہ پورے یورپ کی فوج بھی اس کے گرد گھیرا ڈال کر کھڑی ہوجاتی تو بھی وہ کسی کا بتایا ایک لفظ منہ سے نہ نکالتا۔ اسے بم سے اڑا دو یا توپ سے' اگر کوئی اسے کچھ بتا گیا ہے دل کا حال سنا گیا ہے تو بس اب وہ سائی کے سینے میں دفن ہوچکا ہے' سوئس بینکوں کے سب ہی پیسے نکال کر بھی اس کے آگے ڈھیر کردیے جائیں تو بھی اس کا منہ نہیں کھلے گا۔

یونی کے بہت سے اسٹوڈنٹس اسے رازوں کا ایٹم بم کہتے۔ ایک صرف اس کی زبان کھل جاتی تو وہ برباد ہوجاتے۔

اب کوئی لائبریری کی کتابیں چرا بیٹھا ہے۔ جیسے لائبریری سے کسی نے کتابیں ایشو کروائیں اور باغ میں بیٹھے یا کینٹین میں کافی' چائے پیتے وہ ذرا سی دیر کو اپنی کتابوں سے غافل ہوگیا تو یہ کتاب چور بھائی صاحب یا بہن جی' اس غافل اسٹوڈنٹ کو سبق سکھانے کے لیے فوراً" کتابیں لے کر غائب' اور اب اس کا ضمیر اسے سونے نہیں دے رہا یا اسے پولیس کے سائرن کی آوازیں سنائی دیتی ہیں تو وہ سائی کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے۔

"میں نے کتابیں چرالیں۔ مجھے پیسوں کی ضرورت تھی سائی! پچھلے دو ہفتوں سے میں دی پرنٹ ورک نہیں گیا' کوئی فلم نہیں دیکھی۔ کرسٹن کی پارٹی میں وہی پرانی شرٹ پہن جاتا گیا۔ میں نے اس کے لیے گفٹ بھی نہیں لیا۔ گفٹ میں نے اسے دینا بھی نہیں تھا وہ کون سا دیتی ہے۔ گفٹ نہ بھی دینا ہو' پیسے تو چاہیے ہوتے ہیں ناسائی! جب میں امیر آدمی بن جاؤں گا تو پوری ایک لاکھ کتابیں لائبریری کو چندے میں دوں گا۔ چلو دو لاکھ۔۔۔ میرا خیال ہے چار لاکھ ٹھیک ہے۔ یونی کی لائبریری بھی تو اتنی بڑی ہے۔"

اگلا آتا۔ "میں کل رات نشے میں تھا میں نے ٹیکسی ڈرائیور کو گھونسا مارا' وہ بے چارہ کوئی غریب افریقی تھا۔ وہ مجھے میرے کمرے کے بیڈ تک لٹا کر گیا اور دروازہ ٹھیک سے بند کرگیا۔ اس نے میری جیبیں بھی نہیں ٹٹولیں۔ میں اسے ڈھونڈ رہا ہوں۔ وہ جلد ہی مجھے مل جائے گا۔ میں اسے معاف کردوں گا' نہیں۔۔۔ یعنی میں اس سے معافی مانگ لوں گا۔ مجھے کل رات نیند نہیں آئی۔ دعا کرنا آج آجائے۔ میں زمین پر سو رہا ہوں۔ بیڈ پر افریقی ڈرائیور سوتا ہے۔۔۔ ہاں آج کل اس کا بھوت ہر وقت میرے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ وہ مجھے کچھ کہتا نہیں ہے' پھر بھی مجھے اس سے بہت ڈر لگتا ہے۔"

کوئی اور آتا۔۔۔ "لزا میری گرل فرینڈ ہے لیکن ۔۔۔ لیکن مجھے اب اس کی دوست وی وی آن اچھی لگنے لگی ہے۔ میں کیا کروں سائی۔۔۔ لزا بھی اچھی ہے اور وی وی بھی اچھی ہے۔ میں بھی اچھا ہوں۔ ہم سب اچھے ہیں' پھر میں کیاں کروں سائی؟"

تو اب یہی سائی اگر جاکر لزا کو بتا دے کہ پیاری دوست اور ننھی بھولی بھالی لڑکی تمہارا بوائے فرینڈ جوناتھن' تمہاری دوست وی وی کو ہالیڈے ان میں دوبارہ ڈنر کے لیے لے جاچکا ہے۔ ہاں ہاں ان ہی پیسوں سے جو اس نے گلے میں سوزش کے علاج کا بہانہ کرکے تم سے لیے تھے۔

تو لزا کو اتنی سی بات بتا دینے پر کیا چھوٹا سا کترینا طوفان لاڈپارٹمنٹ کی دیواروں سے نہ ٹکراتا۔۔۔

پھر سائی لائبریری اسٹاف کے پاس جاتا اور کہتا یونیورسٹی اسٹوڈنٹس کی کتابیں چرانے والوں میں سے

ایک یہ رین بھی ہے۔ اسے پکڑو اسے جرمانہ کرو۔ بلکہ یونی سے ہی باہر کرو۔ اور یہ بریڈ ڈینیل' یہ ہر رات نشے میں دھت ہو کر کسی نہ کسی کو مار آتا ہے۔ ایک رات وہ دیوار پر بنے کارٹون کو دیر تک مارتا رہا اگر ریسٹورنٹ کی دیوار ٹوٹ جاتی تو ریسٹورنٹ انتظامیہ یونی پر ہرجانے کا دعوا کر دیتی۔ پیسوں کے لیے نہیں شہرت کے لیے تو برائے مہربانی اس محمد علی کلے کو سنبھالیں۔

یعنی ایک ساتھی کی وجہ سے آدھی یونی جرمانہ بھرتی یا یونی خالی کرتی۔۔۔ لیکن وہ سائی تھا سنتا تھا بتاتا نہیں تھا۔۔۔ ہاں تو زیادہ تر اس کے پاس لڑکیاں آتیں۔ جو لڑکی سائی کے پاس بیٹھی نظر آجاتی۔ اس کے بوائے فرینڈ کو بہت تشویش ہوتی۔۔۔ یا اس کے دوستوں کو۔۔۔ اور اگر وہ ساتھ ساتھ ٹشو سے آنکھیں بھی رگڑ رہی ہوتی۔ تو بس پھر خیر نہ ہوتی اور سائی بڑی شفقت سے اس ننھی منی چڑیا کے آنسو ٹشو سے صاف کر رہا ہوتا۔

"سائی۔۔۔ میں نے اتنا مہنگا ڈریس لیا۔۔۔ دو گھنٹے لگا کر میک اپ کیا' تیار ہوئی' بالوں کو کرل بھی کیا۔۔۔ اور اس نے کہا۔ کاش تھوڑے سے ہی سہی پر تمہارے دانت صاف ہوتے جب تم چھوٹی تھیں تو تمہاری ماما تمہارے دانتوں پر لگتا کیڑا کیوں نہیں دیکھ سکیں۔۔۔ اتنی غافل ماما ہیں تمہاری۔۔۔ سائی اسے صرف میرے دانت نظر آرہے تھے۔۔۔ گلابی میک اپ سے سجی میری آنکھیں نہیں۔۔۔ اور میں تو ہنس بھی نہیں رہی تھی۔۔۔ بول بھی کم رہی تھی پھر بھی اس کی ماما میرے دانتوں کو ہی گھورتے ہوئے کہہ رہی تھیں کہ تمہیں دانتوں کا کینسر تو نہیں۔۔۔ بیٹھے بٹھائے انہوں نے میرے دانتوں کو کینسر کروا دیا۔۔۔ پھر اس کا بھائی آیا۔۔۔ جس کے آتے ہی گھر بدبو سے بھر گیا۔۔۔ وہ مجھے دیکھتا رہا اور جانتے ہو اس نے مجھے کیا کہا۔ "میرا ایک دوست ہے ڈینٹسٹ۔۔۔ اس نے دانتوں کے پیچیدہ ترین کیس نپٹائے ہیں۔ وہ تمہارے لیے بھی ضرور کچھ کر دے گا۔۔۔ اگرچہ میں اسے ناکام ہوتے دیکھ رہا ہوں۔۔۔" پھر وہ منہ کھول کر ہنسنے لگا اور بدبو سے میرا دم گھٹنے لگا۔۔۔ پہلے وہ اپنی بدبو کا علاج کیوں نہیں کروا لیتا۔۔۔ سائی ایسی محبت کا کیا فائدہ کہ آپ اس کے سامنے اس لیے کم بولیں کہ وہ پھر سے آپ کے دانتوں کو لے کر بیٹھ جائے گا۔۔۔ وہ ہر ملاقات میں میرے دانتوں کا ذکر ضرور کرتا ہے۔۔۔ کیوں کرتا ہے وہ ایسا۔۔۔ میں اسے چھوڑ رہی ہوں سائی۔۔۔ میں بہت روؤں گی۔۔۔ پر یہ روز روز کے رونے سے اچھا ہے۔۔۔"

سوں سوں کرنے۔۔۔ آنسو بہانے اور صاف کرنے کا وقفہ۔۔۔

جب میں کیمسٹری کا نوبل انعام لے رہی ہوں گی تو اپنے بدبودار بھائی کے ساتھ بیٹھے مجھے ٹی وی پر براہ راست دیکھتے اسے ضرور دکھ ہوگا۔۔۔ لیکن اس وقت کچھ نہیں ہو سکے گا' میری زندگی میں مارک زیک برگ آچکا ہوگا۔۔۔ اور میں اپنا نوبل انعام اسی کے نام کروں گی۔۔۔ ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ میں یہی کروں گی۔۔۔"

یونی میں تو یہ سب چلتا ہی رہتا تھا سنا تھا ST.Anselm جہاں وہ رہتا تھا اکثر رات گئے اسے اٹھایا جاتا اور کمرے میں کہیں رکھا اس کا Say it all بورڈ ڈھونڈ ڈھانڈ کر اس کے پاس رکھا جاتا اور پھر اس پر اپنی فرسٹریشن نکالی جاتی وہ ہیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر یا زمین پر اسٹوڈنٹ کے ساتھ ہی بیٹھ جاتا اور رو رو کر سنایا جانے والا حال سنتا۔۔۔

"مجھے گھر جانا ہے سائی۔۔۔ میری ماں کیا کھانے بناتی ہے۔۔۔ یہاں کے کھانوں میں بالکل مزہ نہیں ہے میری تائی کے ہاتھوں میں تو بالکل ذائقہ نہیں ہے۔۔۔ ہفتے میں ایک بار ان کے گھر جاتا ہوں۔۔۔ سارے ہفتے کا بچا ہوا کھانا مجھے کھلا دیتی ہیں۔۔۔ پاپا کہتے ہیں تجھے زہر ہی کیوں نہ کھلا دے۔۔۔ ہفتہ اتوار تو ان ہی کے گھر رہے گا۔۔۔ پاپا جی۔۔۔ نہیں مجھے صرف اپنی ماں کے پاس جانا ہے۔۔۔"

جالندھر کے رہائشی پرتاپ سنگھ کو رونا بڑا اچھا آتا تھا بے چارہ سائی بھی رونے لگتا تھا۔

"یونی میں سب اتنے اچھے اچھے کپڑے پہن کر آتے ہیں۔۔۔ ایک میں ہی کیوں غریب ہوں سائی۔۔۔

میرے پاس صرف ایک اچھی سی جینز ہے میں کب تک اسے ہی پہنوں..... میرا آئی فون پرانا ہو چکا ہے..... چھ مہینے سے میں نے وہی پرانا ہیر اسٹائل اپنا رکھا ہے کہ مجھے لگنے لگا ہے کہ میں سترھویں صدی کا کوئی جوکر ہوں جسے دیکھ کر بچے بھی نہیں ہنستے..... "

آرٹ اسکول کا ٹونی.....

میں پاستا بنا کر رکھ گیا' آیا تو پلیٹ غائب۔ کمرہ لاک تھا سائی..... میں قسم کھا سکتا ہوں کمرہ لاک تھا' یہ پانچویں بار ہوا ہے میرا پاستا غائب ہوا ہے..... سنا ہے Oak ہاؤس میں جن وِن کا سایہ ہے؟ وہ یوجا بتا رہی تھی کہ کمرے میں ایک لڑکا ٹھنڈ سے مر گیا اور وہ بھوکا بھی تھا..... سائی میں کیسے پتا کروں کہ وہ کس کمرے میں بھوک سے مرا..... یا ٹھنڈ سے..... کیا میرے کمرے میں..... کوئی مجھے کچھ بتا تا ہی نہیں ہے میں انتظامیہ کے پاس گیا تو اس نے بڑے ٹھنڈے لیکن جلے ہوئے انداز میں کہا وہ تو شاید ٹھنڈ اور بھوک سے نہ مرا ہو لیکن تم یقیناً" خوف سے مرنے والے ہو۔ چلو میں تمہارا کمرہ نمبر نوٹ کر لیتا ہوں..... "وجے پنڈت کمرہ نمبر 302..... Oak ہاؤس..... بے جا خوف اور خدشات کے باعث کمرے میں مردہ پایا گیا..... اس کے بھوت سے بچنے کے لیے اپنی ذمہ داری پر کمرہ لیا جائے..... سن 2014 شکریہ۔"

میں نے اپنی وارڈ روب دیکھی تو مجھے معلوم ہوا کہ میرے نئے جوتے جو ماما نے میری سالگرہ پر مجھے دیے تھے اور جنہیں میں نے ایک بار بھی استعمال نہیں کیا تھا' وہ تو کوئی دس بار پہن کر وہاں رکھ چکا ہے..... اوہ سائی میں کس قدر لاپروا ہوں..... میں نے روز اپنے جوتے کیوں چیک نہ کیے..... میں کمرہ لاک کرنا کیسے بھول گیا آخر..... لیکن سائی..... آخر کبھی ہم کمرہ لاک کرنا بھول ہی جاتے ہیں نا..... ہم سب ہی..... "

تو مانچسٹر یونی میں جو بارہ لڑکے لڑکیوں کے گروپ کو دوست رکھتے تھے یا صرف ایک کو' سائی کی ضرورت کبھی نہ کبھی سب کو پڑتی تھی..... ایک سننے والا کان سب کو چاہیے ہوتا ہے..... پروفیسر تک اس کے پاس پائے جاتے.....

سائی سے بات کرنے کے چند طریقے تھے۔

"آپ صرف بولیں وہ صرف سنے..... " زیادہ تر یہی کرتے۔

"آپ بولیں ساتھ وہ بھی بولے..... آپ کی اجازت ہو تو..... "

"آپ بولیں..... پھر وہ سوالات کرے..... آپ بول چکے ہوں تو وہ آپ کو اچھی یا جیسی کیسی رائے دے..... آپ کی اجازت ہو تو..... "

امرحہ سائی کے پاس دو چار بار آ چکی تھی' ایک بار جب اسے جاب نہیں مل رہی تھی اور ایک بار جب عالیان نہیں مل رہا تھا..... اب کارل والے واقعے کے بعد وہ پھر سے اس کے پاس رونے کے لیے آئی تھی لیکن ایک ہندوستانی لڑکا راما اس کے پاس بیٹھا تھا وہ جانے لگی تو راما نے اسے ہاتھ کے اشارے سے روک لیا۔

وہ ہاتھوں کو گود میں رکھے سر جھکائے ایسے بیٹھا تھا جیسے مانچسٹر یونی میں اس کی مہندی کی رسم ادا کی جا رہی ہو..... آپ ہنس سکتے ہیں لیکن یہی سچ ہے.....

"وہ میری دوست ہے..... بہت اچھی دوست..... ہاں صرف دوست..... وہ مجھ سے ایک سال سینئر ہے یہ اس کا آخری سمسٹر ہے..... پھر وہ چلی جائے گی..... فرانس..... اس نے کہا کہ میں فرانس آ سکتا ہوں اسے ملنے..... ہاں میں چلا جاؤں گا اس سے ملنے..... ایک سال بعد جاؤں گا..... پھر شاید پانچ چھ سالوں بعد جاؤں..... پھر شاید آٹھ دس سالوں بعد..... پھر میں بوڑھا ہو جاؤں گا اور ظاہر ہے مر جاؤں گا..... ظاہر ہے ہمیں مرنا بھی تو ہو گا نا..... شاید وہ بھی کبھی آئے اتر پردیش مجھ سے ملنے..... میں اسے اپنا گاؤں دکھاؤں گا..... لیکن سائی! یہ سب سوچتے میں رونے جیسا کیوں ہو جاتا ہوں..... اور سائی وہ ابھی گئی نہیں..... اور میں ابھی سے اسے بری طرح سے یاد کرنے لگا ہوں..... ابھی تو وہ میرے پاس ہی ہے..... اسے دیکھ کر مجھے رونا آتا ہے..... یہ اس کا آخری سمسٹر ہے..... پھر

یرا بھی آخری سمسٹر آجائے گا میں بھی چلا جاؤں گا۔۔۔۔ مانچسٹر میں مل کر۔۔۔۔ دنیا میں بکھر کر ہم کھو جائیں گے ناسائی۔۔۔۔"

امرحہ گود میں ہاتھ رکھے آنکھوں کی نمی چھپانے کے لیے سر جھکائے بیٹھے اتر پردیش کے راجا کو دیکھ رہی تھی۔ کوئی اندھا بھی بتا سکتا تھا کہ اس لڑکی کے چلے جانے کے بعد وہ سیدھے سیدھے مر جائے گا۔۔۔۔

"اسے روک لو راما!" سائی کو مشورے کی اجازت دی گئی۔

"روک لینا اتنا آسان نہیں۔۔۔۔ وہ فرنچ ہے۔۔۔۔ خاندان کے نام پر اس کے پاس ایک ماں اور ایک سوتیلی بہن ہے۔۔۔۔ اس کی ماں پہلے ڈانسر رہ چکی ہے۔۔۔۔ میرا خاندان۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ میرا کلچر۔۔۔۔"

"کوئی ترکیب نکالو لیکن روک لو اسے۔۔۔۔ وہ گئی تو تم بھی اپنی اصل حالت میں نہیں رہ پاؤ گے۔۔۔۔ تم مر جاؤ گے راما۔۔۔۔ اپنے زندہ رہنے کے لیے کچھ کرو۔۔۔۔"

امرحہ ایک ٹک راما کو دیکھ رہی تھی جس فرنچ لڑکی کی بات وہ کر رہا تھا، کافی مہینوں سے گاہے بگاہے شلوار قمیص، ساڑھی، چولی میں ملبوس نظر آتی رہی تھی۔ ماتھے پر چھوٹی سی بندی بھی لگا لیتی۔۔۔۔ منے سے بالوں کو چوٹی کی صورت گوندھ کر رکھنے کی کوشش کرتی۔

جس قصے کو راما بیٹھا رو رہا ہے، ایسے ہزاروں قصے مانچسٹر یونی کی دھرتی سے شروع ہو کر ختم بھی ہو جاتے تھے۔ اور صرف خوش قسمت ہی ہوتے تھے جو آہیں اور یادیں نہیں ایک دوسرے کا ساتھ لے کر نکلتے تھے۔ مختلف ملکوں، سماجوں، روایتوں کے حامل اسٹوڈنٹس کا ایک جگہ اکٹھے ہو کر پڑھنا۔۔۔۔ دوست بننا۔۔۔۔ محبت میں مبتلا ہو جانا۔۔۔۔ اور روایات کے نام پر الگ ہو جانا اور پھر بڑھاپے میں آہیں بھرنا۔۔۔۔ یہ سب کڑوی ہی سہی، لیکن حقیقت تھی۔ راما کے بارے میں سوچتے اس نے اپنی نیند گنوا لی۔ وہ اپنی بات بتائے بغیر ہی پلٹ آئی تھی۔

☆ ☆ ☆

کتابوں والے واقعے کو بمشکل چند دن ہی گزرے تھے کہ صبح وہ یونیورسٹی آئی تھی اور اپنی کلاس کے لیے جا رہی تھی کہ اس کے قریب سے گزرتی ایک لڑکی نے اسے روک لیا۔

"ہے۔۔۔۔ تمہارا جوتا بہت خوبصورت ہے۔۔۔۔ کہاں سے لیا ہے؟"

وہی عظیم عادت تعریف پر پھول جانا۔۔۔۔ تو وہ بھی جھٹ پھول سی گئی اور بھول ہی گئی۔

"اپنے اسٹور سے جہاں میں کام کرتی ہوں۔"

"بہت خوبصورت ہے۔۔۔۔ اگر تمہیں برا نہ لگے تو میں پہن کر دیکھ لوں۔۔۔۔ میں آؤں گی تمہارے اسٹور اسے لینے۔۔۔۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔۔۔۔" اس نے جھٹ جوتا اتار کر اس کے آگے کیا اور اس گلابی اسکرٹ اور گلابی گالوں والی لڑکی نے جوتے کو پہننے کے بجائے اسے جھٹ اٹھایا اور یہ جا وہ جا۔

"ہے۔۔۔۔ (Hey)" امرحہ حیرت زدہ اسے آوازیں ہی دیتی رہ گئی، لیکن وہ رکی نہ پلٹی۔۔۔۔ لیکن رک رک کر چلتا کوئی اور اس کے پاس آ رہا تھا۔۔۔۔

"کون۔۔۔۔ ہو جیسے کون۔۔۔۔؟"

کارل اور کون۔۔۔۔

اس کے ہاتھ میں اس کا گلابی باربی جوتا تھا۔

"یہ آج کے دن کے لیے میرے پاس رہے گا۔۔۔۔ تمہاری یاد دلائے گا۔" جوتا اس کے آگے لہرا کر وہ چلا گیا، ہاں وہ ہنٹ دے کر تو گیا تھا کہ میں آؤں گا۔۔۔۔ بھلے سے وہ تفصیلات دے دیتا، ہونا یہی تھا۔۔۔۔

"اف!" اس نے آس پاس دیکھا، بمشکل ایک جوتے سے چلتی بینچ پر بیٹھی۔ شرمندگی سی شرمندگی تھی کوئی۔۔۔۔ یہ کارل اس کی جان کو آ گیا تھا۔ اب ایک جوتے کے ساتھ وہ اندر جا سکتی تھی نہ باہر۔۔۔۔ اس نے ویرا کو فون کیا، لیکن اس کا فون بند تھا وہ کلاس میں جا چکی ہو گی۔۔۔۔ این اون کا بھی بند تھا، سردی کے دن تھے زمین پر پیر رکھنے کے لیے جرأت چاہیے تھی اور پھر یوں لنگڑا کر چلنا۔ ناچار وہ اٹھی دوسرا جوتا بھی اتار اور صرف جرابوں کے ساتھ چلتی بس اسٹاپ تک

آئی۔

اور کیا....

جی کارل.... وہ اس کے پیچھے پیچھے اس کی تصویریں لے رہا تھا.... بس آ کر ہی نہیں دے رہی تھی، وہ اسٹاپ پر صرف جرابوں کے ساتھ ننگے پیر کھڑی تھی۔ دوسرا جوتا ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا.... اس نے گھور کر کچھ دور موجود کارل کو دیکھا.... اس کے جی میں آئی کہ ہاں بس اب.... اب اسے قاتلہ بن جانا چاہیے.... اگر اب بھی نہیں بنے گی تو آخر کب بنے گی....؟ کارل کا خون اس پر جائز تھا۔ اسے ساری زندگی اتنی کوفت اور شرمندگی نہیں ہوئی تھی جتنی یونی سے ایسے آتے اور پانچ منٹ بنا جوتوں کے ایسے کھڑے ہو رہی تھی۔ تیزی سے اپنی کلاس کے لیے بھاگتے اسٹوڈنٹس بھی گردنیں موڑ کر اسے دیکھنا نہیں بھول رہے تھے۔

گھر آئی، جوتا تبدیل کیا....

"کیوں آ گئیں اتنی جلدی؟" نشست گاہ میں ٹی وی دیکھتے لیڈی مہر نے پوچھا۔

"میرا جوتا...." غصے کی شدت سے وہ اتنا ہی کہہ سکی۔

"کیا ہوا جوتے کو.... او ٹوٹ گیا۔"

"ایک منحوس انسان ہے یونی میں، وہ لے گیا۔"

"وہ چیل کوا ہے کیا۔" وہ ہنسیں۔

"نہیں.... ڈائن۔"

"ڈائن تو فی میل نہیں ہوتی امرحہ....؟"

"وہ میل ڈائن ہے۔" وہ انہیں بتانا چاہتی تھی کہ یہی ہے وہ جو اس کے اور عالیان کے درمیان ایسی دوری کا باعث بنا ہے۔ یہ بات وہ اکثر خود کو تسلی دینے کے لیے سوچ لیا کرتی تھی۔ اپنے کیے کا الزام ویرا اور کارل پر ڈال دیا کرتی تھی، جبکہ ویرا اور کارل سے زیادہ وہ خود قصوروار تھی۔

جب وہ یونی واپس آئی، اس کی پہلی کلاس ہو چکی تھی۔ باقی کی کلاسز لے کر وہ واپس جا رہی تھی کہ بندر کی طرح قلابازیاں لگاتا وہ اس کے سامنے آیا۔

"یہ لو اپنا جوتا۔"

اس نے جوتا آگے کیا، جس کے گلابی چمڑے کو بلیڈ سے لمبی لمبی لکیریں دے کر کاٹ دیا گیا تھا اور اس کی جھالر سی بن گئی تھی۔ اب اس جوتے کو کسی ریسرچ کے لیے تو استعمال کیا جا سکتا تھا کہ اس کی ابتدائی شکل آخر کیا رہی ہو گی، لیکن پاؤں میں پہننے کے لیے ہرگز نہیں.... یہ ممکن ہی نہیں تھا۔

"اچھا جوتا تھا.... لیکن زیادہ قیمتی نہیں تھا۔ تم مارکیٹ سے نیا لے لینا۔"

وہ تیزی سے اس سے آگے چلنے لگی، ورنہ آج اسے قاتلہ بننے سے کوئی نہیں روک سکے گا۔

"تم اب تک کہاں تھیں امرحہ دی مینڈک.... ٹرٹرٹر.... میں کب سے ہوں اس یونی میں.... تم تب سے کیوں نہیں آئیں.... اب سوچتا ہوں تو افسوس ہوتا ہے کہ کیسے بے کار اور فضول گئے وہ سب سال.... بہت زیادہ افسوس ہوتا ہے۔ لیکن اب تو تم یہاں ہی ہونا۔ مجھے وقت کو جمع اور ضرب دینا آتا ہے اور دیکھو، تمہاری جتنی بھی دوستیں ہیں اور بہنیں جیسا کہ میں نے سنا ہے ایشیا میں بہت بڑے بڑے خاندان ہوتے ہیں۔ یعنی جو تمہاری چھ، سات، آٹھ دس بہنیں ہیں۔ ہاں جو بالکل تم جیسی ہیں، انہیں بھی مانچسٹر بلاؤ.... اسی یونی میں.... میں کچھ بھی کر کے فنڈز اکٹھے کروں گا، تاکہ انہیں آنے میں آسانی رہے۔ لیکن برائے مہربانی تم اپنے جیسی ایک ایک کاربن کاپی کو یہاں لے آؤ۔"

وہ اس کے ساتھ ساتھ چلتے مزے سے ایسے باتیں کر رہا تھا جیسے دونوں میں کتاب بدل دوستی ہو.... جی.... پنجاب کی دوپٹا بدل دوستی کو میں نے مانچسٹر میں کتاب بدل دوستی کا نام دے دیا ہے.... ٹھیک کیا نا۔

امرحہ رکی اور شرارے اگلتی آنکھوں سے کارل کو تاڑا۔

کارل بھی رک گیا اور بہت مزے سے امرحہ کو دیکھنے لگا، پھر اپنی ناک پر انگلی رکھ لی۔

"تم ایکس مین سیریز میں کام کرتی رہی ہو کیا.... یہ دیکھو.... میری کھال جل کر پھٹ رہی ہے۔"

امرحہ نے کانوں میں ایئر فون لگایا اور میوزک تیز

کردیا۔ کارل کا قہقہہ اس کی پشت پر دیر تک فضا میں منتشر رہا۔

بس میں بیٹھ کر اس نے ایسے دانت پر دانت جمائے جیسے ان دانتوں تلے کارل کی گردن ہو..... آ..... خ تھو..... کیا سوچ رہی تھی وہ.....

کاش میں بھی کارل جیسی ہوتی یا ویرا جیسی، پھر اینٹ کا جواب پتھر سے دیتی..... دوبدو جنگ ہوتی۔

"اللہ جی میرے بھی ذہن میں کوئی ترکیب ڈال دیں کہ اس کارل 'فال' شال کو ہی سب عطا کیا ہوا ہے۔"

کارل عالیان سے متعلق دھمکی دے کر تقریباً غائب ہی ہو گیا تھا۔ شاید وہ عالیان کو ڈھونڈ تا رہا تھا اور جب عالیان واپس آگیا تو دوبارہ امرحہ سے اس کا ٹکراؤ نہیں ہوا تھا۔ اپنی عادت سے مجبور ہو کر وہ اسے لائبریری میں چھیڑ بیٹھا اور امرحہ نے پھر سے جیسے اسے اپنے پیچھے لگوا لیا۔

ویسے بھی اس کے بارے میں مشہور تھا کہ الٹے کام کیے بنا اسے نیند آیا کرتی تھی، نہ کھانا ہی کھایا جاتا تھا اس سے..... اس کے انسانی ڈھانچے میں سپر اسپرنگ فکس تھے جو اسے کسی پل چین سے رہنے نہ دیتے۔ یہ اسپرنگ اس قدر کار آمد تھے کہ دس قدم انسانوں کی طرح چلنے کے بعد وہ گیارہویں قدم پر چھلانگ یا چھلانگ نما چال ضرور اپنا لیتا۔

آتے جاتے اسٹوڈنٹس کے ہاتھوں سے کھانے کی چیزیں اچک لینا تو اس کے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کا کام تھا..... یعنی دو ہاتھوں سے برگر پکڑے، منہ کھولے کھانے والا ایک بڑی سی مزے دار سی بائیٹ لینے کے چکروں میں ہے اور جب وہ کترتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ برگر تو ہاتھ میں رہا ہی نہیں..... عینی شاہدین برگر شکار کی طرف ہنس کر دیکھتے ہیں اور اشارے سے بتاتے ہیں۔

"کارل!"

اب برگر شکار کارل کو بمشکل ڈھونڈ تا اس کے پاس جاتا ہے اور اسے شرم دلاتا ہے، تو الٹا کارل اسے انتظامیہ کے پاس جانے کی دھمکی دیتا ہے کہ آخر ایک بزنس اسٹوڈنٹ پر ایسا گھٹیا الزام کیسے لگایا جا سکتا ہے، آخر کیسے۔

رات کو ویرا آئی اپنی ہنسی دباتی۔

"یہ کیا ہے؟" اس نے آئی فون اس کے آگے کیا، وہاں اس کی بس اسٹاپ پر ننگے پیروں کھڑی تصویر تھی اور ٹائٹل تھا۔

"مانچسٹر میں سو سالہ سردی کا ریکارڈ ٹوٹنے پر دور جدید کی نیلسن منڈیلی کا احتجاج۔"

ویرا کارپٹ پر پیٹ پکڑے کسی افغان بلی کی طرح لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔ ہنسی کی زیادتی کی وجہ سے اس سے بات بھی نہیں کی جا رہی تھی۔ تھپڑ کھانے کے بعد آج وہ اس کے کمرے میں آئی تھی اور ایسے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی..... امرحہ ویرا کو دیکھ رہی تھی۔

شاید واقعی آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو جائے..... کارل پھر سے پہلے جیسا کارل بن گیا تھا تو عالیان بھی پہلے جیسا ہو ہی جائے گا۔

امرحہ فون ہاتھ میں لے کر بیٹھ گئی اور بس بیٹھی ہی رہ گئی۔ کارل نے آدھی یونی کو اپنے فیس بک اکاؤنٹ میں اس کی تصویر پر ٹیگ کر دیا تھا۔ امرحہ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ آدھی یونی کے کمنٹس اس نادر و نایاب تصویر کے نیچے پڑھتی۔ اپنی ایسی مضحکہ خیز تصویر دیکھ کر ہی اس کی آنکھوں میں مرچیں سی بھر گئی تھیں۔ اسے رونا بھی آ رہا تھا اور ویرا کو دیکھ دیکھ کر ہنسی بھی۔

ویرا پاگل ہوئی جا رہی تھی..... وہ زندگی سے بھرپور غبارے چھوڑ اور پھوڑ رہی تھی۔ چینی پریڈ کے بعد سے امرحہ مسکرا نہیں سکی تھی۔ اسے یقین تھا کہ اب وہ تاعمر نہیں ہنس سکے گی۔ لیکن ویرا کی ہنسی جیسے اسے اشارے دے رہی تھی کہ "سب ٹھیک ہو جائے گا پیاری..... ایک نہ ایک دن آخر سب ٹھیک ہو ہی جاتا ہے۔"

"تم جانتی ہو، مانچسٹر نے تمہیں کیا تحفہ دیا ہے۔" اپنی ہنسی کی چھکڑ ریل کو بمشکل روک کر ویرا بول پائی۔

"کارل..... تمہیں کارل سے نوازا گیا ہے۔ خوش قسمت ہو تم۔"

کھلی کھڑکی سے آتی ٹھنڈی ہوا نے امرحہ کو اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔ اب... ہاں اب... اسے یہ ہوا نرم لگی... سرگوشیاں کرتی... اس کے دل کو تھوڑا قرار سا آیا... سکون کی ایک لہر اٹھی۔

"مانچسٹر یونی میں تعلیمی دورانیے سے متعلق جو ڈائریز ہم لکھ رہے ہیں نا امرحہ! وہ سب ایک طرف ہوں گی' لیکن جو یادیں تمہاری اسٹوڈنٹ ڈائری میں رقم ہوں گی نا وہ نوبل انعام وننگ ہوں گی۔ تم اپنے پوتے' پوتیوں کو ہنسا ہنسا کر مار ڈالوگی۔ ہر طرح کی یادوں سے تم مالا مال ہو چکی ہو۔ کتنی خوش قسمت ہو نا تم... مقناطیس کی طرح تم اپنی طرف کھینچتی ہو کہ آؤ... مجھے ستاؤ' رلاؤ۔"

ہنستے ہنستے ویرا کو پھندا لگ گیا تو امرحہ نے جھک کر اس کی کمر میں زوردار گھونسا مارا... ویرا منہ کھول کر حیرت سے اسے دیکھنے لگی کہ کیوں مارا۔ وہ بھی اتنی زور سے...

"کچھ تمہاری ڈائری میں بھی لکھا جانا چاہیے تھا۔ میں تمہارے پوتے' پوتیوں کو بور ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔" امرحہ نے معصومیت سے کہا۔ ویرا نے اس کے بال مٹھیوں میں بھر لیے اور اس کے سر کو جھٹکے دینے لگی۔ یہی کام امرحہ نے کیا۔

دونوں کارپٹ پر لوٹ پوٹ گتھم گتھا ہو گئیں۔

"میرے پوتے' پوتیاں بور نہیں ہوں گے۔ میں انہیں تمہارے قصے سنا سنا کر ہنسا' ہنسا کر خوش گفتار گرینڈ مدر ہونے کا خطاب حاصل کرلوں گی۔ وہ ہر وقت میرے ساتھ چپکے رہا کریں گے کہ گرینڈ ماں پلیز اس امرحہ دی لاسٹ ڈک کی باتیں سنائیں نا۔"

"میں بھی تمہارے قصے سنایا کروں گی۔ Ball Ginger فکر نہ کرو۔"

☆ ☆ ☆

"مانچسٹر کے راج ہنس! تم نے مسکرانا کم کردیا ہے یا کفایت کررہی ہو؟" دادا پوچھ رہے تھے۔ بہت بار پوچھ چکے تھے۔

"تھک جاتی ہوں نا... مشکل ہے زندگی؟"

"مشکل تو ہے۔" وہ دادا کو بتا نہ سکی کہ کیا مشکل ہے۔

"اگر مجھے نہیں بتا سکتیں تو سائی تو ہے نا۔"

"آپ سائی سے پہلے ہیں میرے لیے دادا۔"

"پھر بھی... کچھ رشتے کتنے بھی قریبی ہوں' ان سے سب نہیں کہا جاسکتا۔"

دادا ٹھیک کہہ رہے تھے۔ عالیان کی بات کو لے کر وہ سائی کے پاس ہی گئی تھی۔ دادا سے وہ سب کہنا چاہتی تھی پر کہہ نہیں سکی۔

"تمہاری اماں اور دادی دانیہ کی شادی کرنا چاہتے ہیں' لیکن تمہارے ماموں نہیں مان رہے' کہتے ہیں شادی بہت دھوم دھام سے کرنی ہے' ابھی تم لوگوں کے حالات ٹھیک نہیں ہیں۔"

"یہ کیا بات کی انہوں نے دادا؟"

"یہی تو میں نے کہا تمہاری اماں سے کہ پوچھو اپنے بھائی سے' ہم کیا بھوکے مر رہے ہیں۔ آہستہ آہستہ سب ٹھیک ہو رہا ہے۔ واجد کی دکان ٹھیک ہو رہی ہے۔ منافع آنے لگا ہے۔ وہ تمہارے دیے قرض کو جمع کررہا ہے۔ خاندان کی ایک تقریب میں اس نے کسی سے کہہ دیا تھا کہ وہ شادی میں فضول خرچی نہیں کرے گا۔ تمہارے ماموں کو اس بات کی خبر ہو گئی۔"

"بابا کیا کہتے ہیں دادا؟"

"واجد کا کہنا ہے کہ اس کے پاس ضائع کرنے کے لیے فضول پیسے ہیں ہی نہیں' پہلے کی بات اور تھی' اب جو کچھ جمع تھا' وہ سب دکان میں لگ گیا۔ واجد نے برا وقت دیکھا ہے۔ کسی نے اس برے وقت میں اس کا ساتھ نہیں دیا۔ خاندان میں کسی نے قرض کے نام پر چند ہزار بھی نہیں دیے۔ واجد بہت بددل سا ہو گیا ہے سب سے۔ مشکل ہے یہ منگنی رہے۔ واجد نے تو دانیہ سے یہ تک کہہ دیا ہے کہ وہ پڑھنے کے لیے تمہارے پاس چلی جائے۔ ہوتی رہے گی شادی سال دو سال میں... امرحہ' واجد کہہ رہا تھا کہ اس کا وہی سکہ اس کے کام آیا' جسے اس نے اور خاندان والوں نے کھوٹا سمجھ

لیا تھا۔ بہت یاد کرتا ہے تمہیں۔ بار بار میرے پاس آتا ہے۔ کہتا ہے تمہارے ساتھ بہت زیادتی ہوتی رہی۔"

امرحہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔۔ "تو بابا کو احساس ہو گیا۔۔۔ دانیہ کیا کہتی ہے۔"

"صاف کہہ دیا ہے اس نے مر جاؤں گی کسی دوسرے ملک نہیں جاؤں گی۔ وہاں پڑھو بھی کام بھی کرو، کیا ضرورت ہے اتنے وبال پالنے کی، مجھے کون سا مسٹر بننا ہے کسی ملک کا۔" یا فون پر لگی رہتی ہے یا سوتی رہتی ہے۔ اتنی آرام دہ زندگی چھوڑنے کی اسے کیا ضرورت ہے بھلا۔"

آرام دہ زندگی تو امرحہ کی تھی۔ زندگی کی روح کام ہے۔ صرف کام۔۔۔ چلتے رہنا۔۔۔ حرکت میں رہنا۔۔۔ علم کے کام میں مصروف۔۔۔ عمل کے کام میں مصروف۔۔۔ اتنی سی زندگی میں انسان کے پاس اتنا وقت ہی کہاں ہے کہ ضائع کرتا پھرے۔۔۔ سو کر۔۔۔ رو کر یا موج مستی میں۔

یہ زندگی انسان کو بھلائی کے کام کرنے کے لیے عطا کی گئی ہے۔ خیر اکٹھا کرنے کے لیے اسے کھیل تماشے کی نظر نہیں کیا جا سکتا۔ شفاف، میٹھا پانی بھی ٹھہر جائے تو بدبو دینے لگتا ہے۔ کیچڑ میں بدل جاتا ہے، انسان کیوں کر خود کو ٹھہرا کر برباد کر سکتا ہے۔ کائنات کی ہر شے۔۔۔ ہر شے ہمہ وقت حرکت میں ہے اور تاقیامت رہے گی۔ انسان ساکن ہو کر گناہ کبیرہ کا مرتکب کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو انسانی رتبے کے منافی ہے۔ سراسر منافی۔

"ہنستی رہا کرو امرحہ! تمہاری خاموشیاں اتنی گہری کیوں ہوتی جا رہی ہیں؟" دادا کو ایک بس اس کی ہی فکر تھی۔

امرحہ نے دادا کو ہنس کر دکھا دیا۔ ٹھیک اسی وقت کارل اس کے قریب سے استہزائیہ ہنس کر گزرا۔۔۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کہہ رہا ہو۔۔۔ ابھی تمہاری یہ ہنسی بھی غائب کرتا ہوں۔ مسئلہ ہی کوئی نہیں۔

امرحہ کو جیسے آگ ہی لگ گئی۔ دادا کو اس نے بائے کہا اور سائی کے پاس آئی۔ جوتے والے قصے کے بعد اس نے لاکھ ذہن لڑایا، لیکن کارل کو مزا چکھانے کی کوئی ایک بھی ترکیب نہیں سوچ سکی۔

"مجھے مشورہ دو۔" سائی کو ساری بات سنا کر اس نے مشورہ مانگا۔ "تھوڑا بہت بدلہ تو جم سے بھی لیا جا سکتا ہے۔" سائی ہنسنے لگا۔

"ہنستے ہوئے تم بالکل میرے دادا جی جیسے لگتے ہو۔"

"کیا تمہارے دادا میرے جیسے جوان ہیں یا میں ان جتنا بوڑھا ہوں۔"

"ہنستے ہوئے تم ان جیسے معصوم اور سادہ لگتے ہو۔"

امرحہ نے ہونٹ سکیڑے۔ وہ سائی کے مشورے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ آخر اسے جم کا خیال کیوں نہیں آیا۔ گو اینٹ کا جواب پتھر تو ہرگز نہیں تھا، لیکن اینٹ کا جواب کچھ تو تھا، وہ بھی صرف پانچ پونڈ میں۔

امرحہ جم کے پاس جائے، پہلے ہمیں اس کی تاریخ تک جانا چاہیے۔

تو جم کی تاریخ کچھ یوں تھی کہ وہ اکثر کلاس میں اونگھتا ہوا پایا جاتا تھا۔ اب پوری یونی میں وہ اکیلا تو نہیں تھا جو یہ کرتا تھا۔ کم و بیش یونی کا ایک ایک اسٹوڈنٹ اپنے پوری تعلیمی سال میں چالیس سے پچاس بار اس عظیم سانحے سے ضرور گزرتا۔ کچھ اس سانحے سے زیادہ گزرتے۔۔۔ کچھ کم، لیکن فیض یاب سب ہی ہوتے۔

کچھ کلاس میں اونگھتے پائے جاتے۔ کچھ ہر جگہ اور بہت سے کسی بھی جگہ۔۔۔ مطلب کسی بھی جگہ۔۔۔

آپ بس میں بیٹھے ہیں، آنکھ کھلی۔

"اوہ میں تو بہت آگے آ گیا۔" جلدی سے بس بدلی۔۔۔ بس چلی۔۔۔ آنکھ پھر سے لگی۔

"اوف میں تو بہت پیچھے آ گیا۔" پہلا لیکچر گیا۔

جولی کافی لینے گئی ہے۔ جولی واپس نہیں آئی۔ جولی کافی کے مگ جو بعد ازاں ایک ہوش مند رحم دل اسٹوڈنٹ نے صرف اس خیال سے اٹھا لیے ہیں کہ کافی ٹھنڈی ہو کر بے کار ہو جائے گی اور جولی کو سوتے

سے اٹھا دینا تو بالکل بھی مناسب نہیں ہے۔ بے چاری سو ہی تو رہی ہے نا اور سوتے ہوئے کتنی پیاری بھی تو لگ رہی ہے۔ خیر جولی کینٹین کاؤنٹر پر سر رکھے اونگھ رہی ہے اور کاؤنٹر مین اس پر پانی کے چھینٹے بھی مار چکا ہے۔ لیکن جولی بدستور اونگھ رہی ہے۔ کاؤنٹر کی طرف آتے کسی مہربان نے اس کے کھلے منہ کی تصویر لے کر The Tab بھیج دی ہے۔

یعنی یونی کے باغوں میں، درختوں تلے، کلاس کے دوران، کوریڈور میں، باتھ رومز، واش رومز، بس ٹیوب، بارز، کیفے، ریسٹورنٹ، لائبریری میں تو خاص کر اور کینٹین میں تو ضرور ہی۔۔۔ کون تھا جو منہ کھول کر اونگھتا پایا نہیں جاتا تھا۔ ایگزامز کے دنوں میں تو ٹیبل اور کرسیوں کے نیچے بھی، اور تو اور کوڑا دان کی آڑ میں چھپ کر بھی۔

جب کوئی اس اونگھ سے محفوظ نہیں تھا تو سزا صرف ایک جم کو ہی کیوں۔۔۔ اور وہ تو تھا بھی دوسری قسم والوں میں سے۔

پہلی قسم آنکھیں بند کر کے قدرتی اونگھ لینے والی۔۔۔ دوسری قسم آنکھیں کھول کر خود پر جبر کر کے غیر قدرتی اونگھ لینے والی۔۔۔ دوسری قسم میں وہ لوگ شامل ہیں جو اپنے تعلیمی ریکارڈ کو بہتر بنانے کے لیے اور ایک اچھے اسٹوڈنٹ کا خطاب پانے کے لیے آنکھیں میچ کر نہیں انہیں کھول کر سوئے ہیں۔ جی ہاں۔۔۔ ایسا ممکن ہے۔

مارٹن لائبریری سے کتابیں ایشو کروا رہا ہے۔

"برائے مہربانی ذرا جلدی کریں اور مجھے یہ ایشو کر دیں۔" ہاتھ کو کتابوں پر رکھتے ہوئے۔

"یہ میرا ہاتھ ہے۔" لائبریرین۔

"اوہ۔۔۔ میں مذاق کر رہا تھا۔" آنکھیں مسل کر۔

"یہ رہیں میری تین کتابیں۔۔۔ انہیں ایشو کر دیں۔"

"معذرت کے ساتھ۔۔۔ یہ لائبریری کی ملکیت ہے۔۔۔ ہم اپنے زیر استعمال کمپیوٹر اور دیگر مشین ایشو نہیں کر سکتے۔ آپ کو صرف کتابیں ہی ایشو کی جا سکتی ہیں۔"

"اوہ۔۔۔ آپ سمجھے نہیں، میں آپ کو ہنسانا چاہ رہا تھا۔" مزید سختی سے آنکھیں مسلتے ہوئے۔

"ویل۔۔۔ تمہارے جیسے دو، تین پہلے ہی مجھے بہت ہنسا گئے ہیں۔ مجھ میں مزید سکت نہیں رہی ہنسنے کی۔۔۔ اب یہ کام تم اپنے پروفیسرز اور یونی ڈین کے ساتھ جا کر کرو۔"

"آپ برا مان گئے، میرا مقصد تو محض تفریح تھا۔"

"میں اس طرف دائیں رخ کھڑا ہوں اور میرے کافی مگ پر سے بھی ہاتھ اٹھا لو۔۔۔ یہ بھی ایشو نہیں ہوگا۔"

اب جیکب لائبریری آیا ہے۔

"مجھے میری مطلوبہ کتابیں نہیں مل رہیں۔"

"ملیں گی بھی کیسے۔۔۔ ہم کینٹین میں کتابیں نہیں رکھتے۔۔۔ ڈین کا آرڈر نہیں ہے نا۔"

زونی کینٹین گئی ہے۔

"ایک ونیلا کوک۔۔۔ نہیں۔۔۔ میرا خیال ہے مجھے کریم کافی لے لینی چاہیے۔ ایک کریم کافی۔"

"ٹھیک ہے۔۔۔ کتابوں کی الماریوں میں ڈھونڈ لو۔۔۔ دو ونیلا کوک اور ایک کریم کافی میرے لیے بھی۔"

جانسن اپنے دوست کی کمر میں زوردار گھونسا مار کر کہتا ہے۔

"تم نے مجھ سے بیس پونڈ لیے تھے، میرے مرنے کے بعد واپس کرنے کا ارادہ ہے؟"

"نہیں۔۔۔ ایگزامز میں تمہارے پیپرز چیک کرنے کے بعد۔۔۔" پروفیسر ولیم کی آواز گونجتی ہے۔۔۔ کوریڈور جو پروفیسر کو گھونسا پڑنے پر ساکت سا ہو گیا تھا۔ فلک شگاف قہقہوں سے گونج اٹھتا ہے۔۔۔ اوہ بے چارے جانسن کا اب کیا ہوگا۔۔۔ خدا پوچھے اس نیند سے۔

تو ہمارا جم ان دوسری قسم والوں میں سے تھا۔۔۔ بے چارا۔۔۔ پروفیسر کا ماننا تھا کہ وہ رات بھر آوارہ گردی کرتا ہے اور پھر ان ہی کی کلاس میں ایسے اونگھتا ہے، جیسے ان کا لیکچر اس قابل ہی نہیں کہ اسے سنا جائے۔ یہ تو سراسر بے عزتی ہوئی نا۔ جبکہ جم جاب کرتا تھا اور رات گئے تک پڑھتا، آوارہ گردی کا تو اس کے پاس

وقت ہی نہیں تھا۔ ایسے میں بے چارہ کبھی کبھار کلاس میں اونگھنے لگتا تھا۔

اسی معاملے کو لے کر دونوں کے درمیان سرد جنگ سی شروع ہو گئی۔ اب وہ مکمل ہوش و حواس میں بھی ہے تو پروفیسر پارکر اسے ایسے دیکھتے ہیں جیسے کہتے ہوں۔

"ہاں.... ہاں اونگھ لو جم چوزے.... میں لوری ہی تو سنا رہا ہوں.... چلو دیر نہ کرو اور اونگھ لو۔"

اس خاموش، سرد، طنزیہ جنگ سے تنگ آ کر ایک دن جم باقاعدہ خراٹے لے کر اونگھنے لگا۔ اسے جھنجھوڑنے کے بعد پروفیسر پارکر نے اسے جن نظروں سے دیکھا۔ اس کا جی چاہا کہ گریجویشن کرنے کے اپنے خواب کو آگ لگائے اور گھر چلا جائے۔ لیکن پھر اس نے ہمت کی اور اپنے اور پروفیسر کے درمیان کی سرد جنگ کو ختم کرنا چاہا، لیکن کوئی فائدہ نہیں.... پھر اس نے ایک عملی صورت اختیار کی کہ پروفیسر کو سمجھا سکے کہ ایسی طنزیہ اور سرد جنگ ایک اسٹوڈنٹ کے ساتھ رواں رکھنے سے کتنی تکلیف ہوتی ہے۔

اس نے پورے پانچ دن پروفیسر کو دیکھنے میں گزارے۔

پروفیسر پارکر کوریڈور سے گزر رہے ہیں۔ اپنی کلاس لینے جا رہے ہیں، جم ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھے ان کے ساتھ ساتھ چلتے انہیں اس افریقی قبائلی کی طرح دیکھ رہا ہے جو یورپ کی گوری میموں کو دیکھ کر منہ بند کرنا اور آنکھیں جھپکنا بھول جاتا ہے۔

جم مکمل سنجیدہ ہے۔ جم خاموش گھور رہا ہے۔

"What" پروفیسر پارکر چلا کر پوچھ رہے ہیں۔

نو جواب.... بس گھورنا.... مسلسل گھورنا۔

پروفیسر کلاس سے باہر آ رہے ہیں، جم ساتھ ساتھ.... گھورنا جاری.... گردن کا زاویہ ایک سا.... جیسے شکنجے میں کس دیا گیا ہو، عین پروفیسر کے منہ کی سمت، نہ کم ادھر نہ زیادہ ادھر۔

پروفیسر اپنے آفس میں بند، آفس کے باہر جم کھڑا ہے۔ پروفیسر اگلی کلاس کے لیے آفس سے باہر.... جم ساتھ.... خاموشی سے.... استقامت سے....

پروفیسر جلدی سے گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی بھگا لے گئے ہیں۔ اگلے دن پارکنگ میں جم پھر سے موجود ہے۔ گردن کا ٹھیک وہی زاویہ، نہ کم نہ زیادہ.... بالکل زومبی کی طرح۔

پروفیسر پارکر نے انتظامیہ سے رابطہ کیا.... انتظامیہ نے جم سے....

"وہ میرے پروفیسر ہیں، مجھے ان سے پیار ہے، میں انہیں دیکھ سکتا ہوں، یہ کوئی قابل اعتراض بات یا جرم نہیں ہے۔"

"واقعی یہ کوئی جرم نہیں تھا۔" انتظامیہ ٹھنڈا سانس ٹھہر کر رہ گئی۔ پروفیسر نے دو دن کی چھٹی لی.... تیسرے دن آئے.... جم پھر سے پارکنگ سے ان کے ساتھ۔

"کیا چاہتے ہو مجھ سے تم؟" پروفیسر پارکر کے اعصاب جواب دے چکے ہیں۔

جم خاموش.... گھورنا جاری.... ان کے ساتھ ساتھ.... سائے کی طرح.... اللہ ایسی کڑی آزمائش سے بچائے.... دنوں میں پروفیسر پارکر اور جم یونی میں مشہور ہو گئے۔ مختلف ڈیپارٹمنٹس سے اسٹوڈنٹس آ رہے ہیں، یہ تماشا دیکھتے، تصویریں لے رہے ہیں۔ ویڈیو بنا رہے ہیں۔ گروپ کی صورت اسے زیر بحث لا کر قہقہے لگا رہے ہیں۔ لیکن جم خاموش ہے۔ سنجیدہ ہے اور اپنے کام سے لگا ہے۔

تو کوئی ہفتے بعد جم نے پروفیسر پارکر کی جان چھوڑی.... ظاہر ہے آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ اس کے بعد پروفیسر نے کلاس میں یہ معلوم کرنے کی قطعاً کوئی کوشش نہیں کی ہوگی کہ "آخر یہ خراٹوں کی آواز آ کہاں سے رہی ہے۔"

نیا نیا جم اور پروفیسر پارکر کا واقعہ ہوا تھا تو ایک لڑکا جم کے پاس آیا اور اسے پانچ پاؤنڈ دیے۔ "جو پروفیسر کے ساتھ کیا ہے وہی مسز بینڈ آف اسٹیون کے ساتھ بھی کر دو۔" جم نے پانچ پاؤنڈ رکھے اور ایک دن کے لیے مسز بینڈ آف اسٹیون کے پیچھے ہو گیا۔ آہستہ آہستہ جم

کی خدمات دوسرے اسٹوڈنٹس نے بھی حاصل کرنی شروع کردیں تو جم نے کچھ اصول وضع کرلیے۔۔۔ اب جب کام کرنا ہی تھا تو ذرا طریقے سے کرلینا چاہیے تھا نا۔

ایک دن کے یونی کے صرف پانچ پونڈ۔۔۔ بس' ٹیوب سے شکار کے پیچھے پیچھے رہائش گاہ تک دس پونڈز۔۔۔ درمیان میں دو گھنٹے کا بریک۔۔۔ رات اور چوبیس گھنٹے کے بیس پونڈ۔۔۔ یعنی شکار کے پیچھے پیچھے جم بازاروں' گلیوں' ریسٹورنٹس' شاپنگ سینٹر تک جائے گا۔۔۔ صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھ کر۔۔۔ زومبی۔۔۔ اسٹائل میں گردن کو ایک ہی زاویے پر اکڑائے جم از گھورنگ۔

زیادہ تر صرف یونی کا ہی پیکج لیتے۔ بہت کم دوسرا بیس پونڈ کا پیکج بھی لیتے۔ جم کے فن کے دوسرے رہنما اصول۔

"اسے رشوت نہیں دی جاسکتی' بے شک شکار اسے اپنا کریڈٹ کارڈ پکڑا دے یا پچاس ہزار پونڈ ہاتھ سے دے۔"

شکار کا کوئی قصور ہونا ضروری ہے۔ معصوم لوگوں کو وہ تنگ نہیں کرے گا اور اگر بعد ازاں ثابت ہوگیا کہ شکار معصوم تھا تو اسے پانچ پونڈ دینے والے کے ساتھ وہ یہی سب مفت کرے گا۔ تو جب جم ڈیوٹی دیتا تو یونی میں قہقہے بلند ہوتے۔

"جم از آن ہزورک (جم اپنے کام پر)۔"

مشن از بیلا۔۔۔ ڈیپارٹمنٹ بیالوجی۔۔۔ عمر بیس سال۔۔۔ انتہائی تیز طرار بدتمیز نمک مرچ لڑکی' قصور۔۔۔ اپنی کلاس فیلو روزلین کے لمبے قد پر پھبتیاں کسنا اور اسے مسز ایفل کے نام سے ڈیپارٹمنٹ میں مشہور کردینا۔

ہاتھ میں پانچ پونڈ لے کر امرحہ جم کے پاس آئی۔

کارل' بزنس ڈیپارٹمنٹ' بدتمیز' انتہائی بدتمیز' میرے ہاتھ سے کتابیں چھین کر لے گیا' پھر انہیں ضائع کردیا۔ مجھے بھاری جرمانہ بھرنا پڑا۔ پھر میرا جوتا کاٹ دیا۔ پورے ڈیڑھ سو پونڈ کا تھا میرا جوتا۔"

ڈیڑھ سو پونڈ کے لفظ پر جم نے اسے بڑے غور سے دیکھا کہ "میں! اتنے پیسے خرچ کرلیتی ہو۔۔۔ ہارٹ فیل نہیں ہوتا تمہارا؟"

امرحہ نے جوتے کی قیمت حسب زنانہ عادت بڑھا چڑھا کر بتائی تھی۔ ورنہ وہ دور' دور تک اتنے کا نہیں تھا۔ اتنے کا ہوتا تو امرحہ کی پہنچ سے دور ہی رہتا نا۔

جم نے سرہلا دیا' یعنی ہاں۔۔۔ " ویسے امرحہ کا دل بیس پونڈ پیکج لینے کو چاہ رہا تھا۔ پر کارل پر وہ اتنے پیسے لگانا نہیں چاہتی تھی۔ اپنی دو کلاسز لینے کے بعد امرحہ کا دل کارل کا حال دیکھنے کے لیے چاہا۔ وہ اس کے ڈیپارٹمنٹ آئی تو اسے معلوم ہوا کہ اسے آرٹ اسکول کی طرف جاتے دیکھا گیا ہے۔ کارل کا آرٹ اسکول میں کیا کام' یعنی جم بھی وہیں ہوگا۔ جب وہ آرٹ اسکول داخل ہوئی تو کوریڈور میں اسے تین لوگ نظر آئے۔ کارل۔۔۔ جم۔۔۔ آنا۔۔۔ آنا جم کی منگیتر ہے۔

اف وہ کارل تھا۔ امرحہ اسے ہرا نہیں سکتی تھی۔ منظر کچھ یوں تھا کہ جم اپنے انداز میں گردن کو کارل کی طرف فکس کیے گردوپیش سے بے گانہ ہوئے' گھور رہا تھا اور ٹھیک جم کے ہی انداز سے کارل جم کی بھولی بھالی' سرخ گالوں والی پیاری سی منگیتر آنا کو گھور رہا تھا۔

اب جہاں جہاں آنا' وہاں وہاں کارل اور ساتھ جم۔

آتے جاتے سب اس ڈرامے کو دیکھ رہے تھے' بلکہ جا تو کوئی نہیں رہا تھا۔ پلٹ پلٹ کر واپس آرہے تھے۔ دیکھنے کہ اس براہ راست شو کا کیا اینڈ ہوتا ہے۔

آنا خون خوار نظروں سے جم کو گھور رہی تھی' ساتھ اسے کھری کھری سنا رہی تھی۔ اسے دھمکی دے رہی تھی۔

"میں نے کہا جم بند کرو' اپنی یہ فضول حرکت ابھی۔"

"جم۔۔۔ ابھی کوئی ردعمل نہیں۔"

"جم۔۔۔ اگر تم نے ابھی کے ابھی یہ سب فضولیات نہیں چھوڑیں تو میں بہت برا کر گزروں گی تمہارے ساتھ۔۔۔ جم۔۔۔" آنا چلائی۔

جم ہنوز اپنے کام میں مصروف۔

غصے اور شرمندگی سے آنا کے گال اور کان اور سرخ ہوگئے۔ اس نے آس پاس نظر دوڑائی' سب انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ جم کارل کے پیچھے پڑا تھا تو بدلے کے طور پر کارل جم کی منگیتر کے پیچھے۔

آنا نے غصے سے ابلتے ہوئے جم کے ہاتھ پر زوردار چٹکی بھری' پر مجال ہے' جو جم نے سی بھی کی ہو۔

"یعنی تم میری بات نہیں مانو گے۔" اب آنا بے چاری کی آواز بھیگ گئی۔ امرحہ کی قسمت ہی خراب۔ کیا ضرورت تھی جم کو یونی میں اپنی منگیتر رکھنے کی۔ اس طرح بزنس تو نہیں ہوتے نا۔ اس کے پانچ پونڈ ضائع گئے۔ کارل کو کیا کوفت ہوئی' الٹا جم کوفت کا شکار ہو رہا ہوگا اندر ہی اندر۔۔۔ اب پانچ پونڈ کے لیے وہ اپنی سویٹ ہارٹ کو ناراض تو نہیں کرے گا یقیناً"

اور پھر کوریڈور میں موجود اسٹوڈنٹس نے دیکھا کہ پندرہ' بیس منٹ تک مزید جم کو بے نقط سنانے اور نم آنکھیں رگڑنے کے بعد بھی جم کے انہماک میں فرق نہ آیا اور وہ مکمل توجہ اور ایمان داری سے ڈیوٹی ہی کرتا رہا تو آرٹ اسکول کی سب سے خوب صورت لڑکی آنا نے انگلی سے انگوٹھی اتار کر جم کی جیب میں ڈھونس دی۔

"پاپا ٹھیک کہتے تھے' تم انسان کے نام پر ایک بن مانس ہو۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔"

سوں سوں کرتی آنا چلی گئی۔ سب تو یہ توقع کر رہے تھے کہ آنا جم کو ایک تھپڑ سے نوازے گی' لیکن وہ تو اسے بن مانس ثابت کر کے چھوڑ ہی گئی تھی۔

امرحہ دور سے بھی دیکھ سکتی تھی کہ کارل زیر لب ہنسا ہے۔ امرحہ پاؤں پٹختی وہاں سے چلی آئی۔ کیونکہ جم آخر کار سوں سوں کرتی آنا کے پیچھے بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

اگر دادی یہ منظر دیکھ لیتیں تو جم اور آنا کے پاس جاتیں اور کہتیں۔

"بیٹا جم! مل گیا سبق۔۔۔ اب اس امرحہ سے دور رہنا۔ کہو تو میں تمہیں اس کی ہسٹری شیٹ سنا دوں۔ لیکن اب کوئی فائدہ نہیں۔ تمہارے ساتھ جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اور کافی برا ہو چکا۔"

کارل پاگلوں کی طرح ہنس رہا تھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا مانچسٹر یونی کو انگلی پر فٹ بال کی طرح گول گول گھما کر اپنی فتح کا واضح اعلان کرے اور کہے کون ہے' جو مجھے زچ کر سکے۔

✡ ✡ ✡

مانچسٹر یونی اسٹوڈنٹ سوسائٹی اور چند دوسرے ملکوں کے اسٹوڈنٹس کی سوسائٹیوں نے مقامی برطانوی خاندانوں سے ملاقات کا اہتمام کیا تھا۔ ان ملاقاتوں کا مقصد ایک دوسرے کے معاشرے' رسم و رواج' تاریخ' عادات و اطوار' رجحانات وغیرہ کے بارے میں جاننا تھا۔ ایسی ملاقاتیں قربت کا باعث بنتی ہیں۔ دوریاں کم ہوتی ہیں۔ ایک دوسرے کو براہ راست سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔

امرحہ نے اپنا نام دائم کو پہلے سے ہی دے دیا تھا اور امرحہ کو اوکے کر دیا گیا تھا۔ مختلف ملکوں کے اسٹوڈنٹس کا بیس رکنی گروپ مسٹر اینڈ مسز پاول کے گھر پہنچ گیا جہاں پاول خاندان کے ساتھ دو اور خاندان موجود تھے۔ مسٹر اینڈ مسز ایڈم اور مسٹر اینڈ مسز گڈل اور ان تین خاندانوں کے چار عدد شرارتی اور ایک سیکنڈ میں ساٹھ سوال پوچھنے جیسے بچے۔

ملاقات کے لیے لان میں نشست کا انتظام کیا گیا تھا۔ دھند سے اٹے لان میں کوئلے کی دو بڑی بڑی انگیٹھیاں رکھی گئی تھیں۔ اس کے چار اطراف نشستیں لگائی گئی تھیں۔ پھولوں کے گلدستے جا بجا رکھے گئے تھے۔ بھالو سے سفید کتے بھی ادھر ادھر گشت کر رہے تھے۔ گھر کی عمارت دھند میں لک چھپ جا رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کسی اور ہی جزیرے پر آ چکے ہوں۔ انہیں اتنے اچھے خیر مقدم کی توقع ہر گز نہیں تھی۔ امرحہ کے پاس صوفے پر ایک نو سالہ بچی اسکرٹ میں ملبوس بیٹھی تھی اور امرحہ حلف اٹھانے کو تیار تھی کہ بچی بہت ہی معصوم نظر آ رہی تھی۔

"تم کس نسل سے ہو؟" یہ اس کا پہلا سوال تھا' وہ

اتنی معصوم تھی۔

امرحہ نے تم کس شہر سے ہو۔ کس مذہب، کس ذات کی ہو، جیسے سوالات تو سنے تھے، یہ نسل والا سوال اس نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔

"میں پاکستان سے ہوں.... پاکستانی مسلمان ہوں۔" امرحہ نے گڑبڑا کر ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی اور تو ان کی گفتگو نہیں سن رہا۔ وہ کیا گھوڑا تھی جو اپنی نسل کا اتا پتا رکھتی۔

"وہ تو ٹھیک ہے، میں نے تعارف میں سن لیا تھا۔ میں نسل کا پوچھ رہی ہوں۔"

"تم کس نسل سے ہو؟" امرحہ خاک نہ سمجھی۔ الٹا اس سے ہی پوچھ لیا۔

اس کا منہ بن گیا۔ "میرے سوال کا جواب تو دیا ہی نہیں، میں نے ابھی اپنا ڈی این اے نہیں کروایا۔ لیکن مجھے شک ہے کہ میں ریڈ انڈین نسل سے ہوں۔"

"اوہ مجھے یاد آگیا۔ میں بھی ریڈ انڈین.... نسل سے ہوں۔"

"تم نے اپنا ڈی این اے کب کروایا تھا۔ کس عمر میں؟" بچی جو ہیری پورٹر کی خالہ تھی نے شک سے اسے گھورا۔

"دو سال پہلے۔"

"تم ریڈ انڈین نہیں ہو سکتیں۔" بچی نے باقاعدہ اس کی آنکھوں کی پتلیوں میں اپنی ایکس ریز پتلیاں گاڑ کر یقین سے کہا۔

"کیوں نہیں؟"

"تم اپنی بھنوؤں کی بناوٹ دیکھو.... تم سکندر کی نسل سے ہو سکتی ہو، لیکن ریڈ انڈینز سے ہرگز نہیں، میرا مشاہدہ مجھے دھوکا نہیں دے سکتا۔"

امرحہ گھوم کر رہ گئی۔ "بھنوؤں سے کیا ہوتا ہے۔ میری رپورٹ یہی کہتی ہے کہ میں ریڈ انڈین نسل سے ہی ہوں۔"

بچی نے اپنی پتلیوں کے ایکس ریز تیز کر دیے۔ "تم ہو ہی نہیں سکتیں۔ میں نے بہت ریسرچ کر رکھی ہے۔ ایشیا میں ریڈ انڈینز کے جینز نہیں ملتے۔"

ماشاء اللہ جس بارے میں امرحہ پہلی بار سن رہی تھی، نو سالہ بچی اس پر تحقیق بھی کر چکی تھی۔

"بس میں تو ریڈ انڈین ہی ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ تمہاری ریسرچ کیا کہتی ہے اور تم بھول رہی ہو تمہارے بڑے سو سال تک ہندوستان رہے ہیں۔ ایسا ہونا ممکن ہے۔"

"میرے بڑے رہے ہیں، لیکن ریڈ انڈینز نہیں۔ تم مجھے اپنی رپورٹ دکھا سکتی ہو۔"

"وہ پاکستان میں ہے۔" امرحہ کو یقین تھا کہ بچی کو ٹالنا ناممکن سا تھا۔

"تم اپنے خاندان سے کہو، تمہیں میل کر دیں۔ میں ابھی پڑھنا چاہتی ہوں۔"

"میں اپنے سب کام خود کرتی ہوں۔ اتنے معمولی سے کام کے لیے بھی میں اپنے خاندان والوں کو زحمت دینا نہیں چاہتی۔" امرحہ تو ایک جھوٹ بول کر پھنس گئی۔ بھلا کہہ دیتی مجھے نہیں معلوم میں کس نسل سے ہوں۔

بچی شک سے اسے دیکھتی رہی اور اگلا سوال اس کے منہ سے نکلتے دیکھ کر امرحہ نے انگلی سے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور کورین لڑکے کی طرف اشارہ کیا، جو کسی ایک مسز کی فرمائش پر اپنا دیسی گانا سنانے جا رہا تھا۔ ایڈم خاندان کے گیارہ سالہ جیری نے گٹار بجایا۔ ساتھ وہ سب چائے کے ساتھ فش اینڈ چپس کاٹج پائی کھاتے رہے۔ برطانوی لوگوں کو پائی کی نت نئی قسمیں بہت مرعوب ہوتی ہیں، چائے تو ویسے ہی ان کا مشروب ہے۔

کورین کا گانا ختم ہوا تو انہیں ایسٹر پر نت نئے انداز سے پینٹ کیے جانے والے انڈوں کے بارے میں بتایا گیا اور ٹوکری بھر کر انڈے ان کے آگے پیش کیے گئے۔ انہیں کچھ خاندانی البمز دکھائے گئے۔ ساتھ انہیں موقع دیا گیا کہ ان کے خاندان، رہن سہن اور دیگر باتوں کے بارے میں وہ سب سوال جواب کریں۔ اس دوران ڈی این اے بچی مسلسل امرحہ کا جائزہ لیتی

رہی کہ وہ کیسے ہنس رہی ہے' کیسے کھا رہی اور کس قسم کے سوالات پوچھ رہی ہے۔ اس نے چپکے سے امرحہ کی ایک تصویر بھی لے لی۔

یقیناً" امرحہ کی یہ تصویر اس کی ذاتی ریسرچ گاہ۔ اس کے اساتذہ اور اس جیسے ہی دوسرے بچوں کے سامنے ہوگی کہ معلوم کیا جائے کہ یہ لڑکی ریڈ انڈین امریکن ہے۔ آسٹریلین یا ریڈ انڈینز افریقین.... ہے بھی کہ نہیں۔

بنگالی مالا سے لوک کہانی سننے کی فرمائش کی گئی اور اس نے سنادی۔ امرحہ کو اپنی فکر لگ گئی۔ یہ برطانوی لوگوں کو آخر کہانیوں کا اتنا شوق کیوں ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں بچے بھی اتنے شوق سے نہیں ہنستے جتنے شوق سے ان کے بڑے بوڑھے سنتے ہیں۔ لوک کہانی تو امرحہ کو بالکل ہی نہیں آتی۔ کبھی اس کے گھر میں ایسی باتوں کا تردد ہی نہیں کیا گیا تھا۔ وہاں تو سب ادھر والوں کی باتیں' ادھر والوں کی باتیں' فلاں کی شادی' فلاں کا رشتہ' فلاں کپڑے جوتے' یہ وہ.... سب بے کار کی باتیں ہوتی تھیں۔ اسے یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ پنجاب کی لوک کہانیاں ہیں' کون کون سی۔

تھوڑی سی دیر کو ایک طرف کو ہو کر اس نے دادا کو فون کیا۔

"تم ہیر رانجھا سنا دینا۔" دادا نے مشورہ دیا۔

یہ تو اسے خیال ہی نہیں آیا تھا۔ اس نے فلم دیکھی تھی' اسے کہانی یاد تھی' لیکن اس کی نوبت ہی نہیں آئی۔ انہیں لوک کہانی سے زیادہ صوفی ازم میں دلچسپی تھی اور وہ امرحہ سے مختلف صوفی بزرگوں کے بارے میں سوالات کرنے لگے۔ ساتھ ساتھ انہوں نے دیسی کھانوں کے بارے میں معلومات لیں۔

"سنا ہے.... ہندوستان میں زبردستی شادیاں کروا دی جاتی ہیں۔" مسز ایڈم نے پوچھا۔

"میں ہندوستانی نہیں ہوں' پاکستانی ہوں۔" امرحہ بڑی جز بز ہوئی۔

مسز ایڈم ہنسنے لگی "تم سب پاکستانی انڈین ہندوستانی کہلائے جانے پر اتنا چڑتے کیوں ہو۔ ہندوستانی سے مراد ہماری برصغیر ہوتا ہے۔ تم لوگ ہمیں یورپین کہتے ہو۔ ہم نہیں چڑتے' جبکہ برطانیہ اور امریکہ میں بھی کبھی ایسا ہی ماحول تھا جیسا انڈیا اور پاکستان میں ہے۔ ہندوستان سے مراد ایک خطہ ہے جو بلاشبہ تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ جسے یورپ میں "جادو نگری" کہا جاتا ہے۔ میرے رشتے کے چچا جب اپنے کاروبار میں دیوالیہ ہو گئے تو انہوں نے ہندوستان کا سفر کیا۔ پہلے وہ بنارس گئے اور پھر سندھ.... واپسی پر ان کا کہنا تھا کہ ان شہروں کے سفر نے انہیں پاگل ہونے سے بچالیا۔ بنارس میں وہ سادھوؤں کے ساتھ وقت گزارتے رہے اور سندھ میں پیروں' فقیروں کے ساتھ۔"

امرحہ خاموش ہو گئی اور مسز ایڈم کے پوچھے گئے سوال کے بارے میں سوچنے لگی۔ امرحہ کو ڈر تھا کہ اس سے یہ سوال پوچھا جائے گا اور وہ پوچھ لیا گیا۔

"ایسا نہیں ہے۔ جہاں تعلیم اور سوچ کی کمی ہے۔ وہاں یہ سب ہوتا ہے' اسلام نے تو سختی سے لڑکا لڑکی کی مرضی پوچھنے کا حکم دیا ہے۔ معاملہ کوئی بھی ہو اسلام جبر کا مخالف ہے۔ جبر کی کوئی گنجائش نہیں اسلام میں۔"

"اور یہ جو غیرت کے نام پر قتل کیے جاتے ہیں۔ لندن میں ایک پاکستانی لڑکی کو اس کے باپ اور بھائی نے مار کر تہ خانے میں دبا دیا تھا۔" مسز ایڈم بولیں۔

امرحہ کے ہونٹ خشک ہو گئے۔

"جس نے ایک انسان کا قتل کیا' وہ کل انسانیت کا قاتل ہے۔ اسلام ہمیں یہ سبق دیتا ہے۔ زور زبردستی کی کوئی گنجائش نہیں' تو قتل کی کیسے ہوگی' وجہ کچھ بھی ہو جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ اسلام کے دائرے سے باہر نکلے ہوئے ہیں۔ یہ ان کے ذہنی جنون ہیں' ہمارا مذہب' ہمارا قانون' ہمارا معاشرہ نہ اس کی اجازت دیتا ہے' نہ ہی تعلیم' یہ اپنے گناہوں کے خود ذمہ دار ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ یہ خود کو مسلمان کہلواتے ہیں' ایک اچھا مسلمان ہر حال میں وہی کرتا ہے' جو چودہ سو سال پہلے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ نہ کم نہ زیادہ' ٹھیک ٹھیک وہی۔ ہم سب بھی ایسے لوگوں کو اتنا ہی ناپسند کرتے ہیں' جتنا آپ لوگ کرتے

ہیں۔"

سب اس کی باتوں کو بغور سنجیدگی سے سنتے رہے اور سر ہلاتے رہے۔

باری باری پھر سب کے خاندانوں کے بارے میں پوچھا گیا۔

"یعنی تمہارے وہاں ابھی بھی خاندان بڑے ہی ہوتے ہیں۔ گڈ۔۔۔ کیا گھر بھی بڑے بڑے ہوتے ہیں رہنے کے لیے؟" امرحہ نے اپنے خاندان کے بارے میں بتایا تو اس سے پوچھا گیا۔

امرحہ گڑبڑا گئی، یعنی کچھ کنبے جتنے زیادہ بڑے تھے۔ گھر اتنے ہی چھوٹے تھے۔ ان کے اس سوال کا مقصد طنز نہیں تھا۔ وہ صرف یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کیا لوگوں کے پاس اتنے وسائل ہوتے ہیں کہ وہ بڑے کنبے بنا کر انہیں پال بھی لیتے ہیں۔ امرحہ کہاں سے چھوڑتی اور کہاں سے بتاتی، ان کے گھر صفائی کرنے والی آپا کے گیارہ بچے تھے اور وہ ایک کمرے کے کرائے کے گھر میں رہتی تھیں۔

دادا کے ایک دوست کے سات شادی شدہ بیٹے پانچ کمروں کے ایک گھر میں رہتے تھے۔

"سب مل جل کر رہنا پسند کرتے ہیں۔" سو باتوں کی ایک بات امرحہ نے کر دی۔

"اگر کسی خاندان میں چار پانچ، بیٹے ہوں تو۔۔۔ کیا وہ ایک ہی گھر میں ہمیشہ رہیں گے۔"

"گھر کی سربراہ ماں پانچوں بیٹوں کو ایک ہی گھر میں اپنے پاس رکھنا چاہیں گی۔"

"ایک ہی گھر میں۔۔۔ پانچوں کو ان کی بیویوں اور بچوں کو؟"

"جی سب کو۔۔۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی کسی وجہ سے کہیں الگ رہائش اختیار کرنا چاہے گا تو والدہ رو، رو کر اپنا برا حال کر لیں گی۔"

"کیوں، وہ روئیں گی کیوں؟" تینوں خواتین نے مشترکہ AWW (آؤ) کیا۔

"وہ کسی ایک کو بھی خود سے جدا نہیں کرنا چاہیں گی۔"

"بچے بڑے ہو جائیں، خاص کر ان کی شادی ہو جائے تو انہیں الگ زندگی شروع کرنی ہی ہوتی ہے۔ ہر ایک کو پرائیوسی چاہیے ہوتی ہے۔ یونو پرسنل اسپیس۔"

"کیا بات کر رہی تھیں مسز گڈل۔۔۔" امرحہ ٹھنڈا سانس بھر کر رہ گئی۔ "پاکستانی مائیں کیا جانیں، پرسنل اسپیس یا پرائیوسی۔۔۔ انہیں تو اپنے لال اپنی آنکھوں کے آگے چاہئیں۔"

"بس وہ انہیں اتنا پیار کرتی ہیں کہ ان کے بغیر ایک پل بھی نہیں رہنا چاہتیں۔"

"اور بیٹے۔۔۔ وہ کیا کہتے ہیں؟" مشترکہ آؤ کے بعد پوچھا گیا۔

"بیٹے بھی وہی چاہتے ہیں، جو ماں جی چاہتی ہیں۔"

AWW (آؤ) تینوں خواتین اپنی نم آنکھیں صاف کرنے لگیں۔ وہ پاکستانی مشترکہ خاندانی نظام سے متاثر نظر آ رہی تھیں۔ امرحہ انہیں دادا، دادی نانا، نانی وغیرہ کے کرداروں کے بارے میں مزید بتانے لگی کہ کیسے وہ بچوں کی تربیت کی ذمہ داری اپنے سر لے لیتے ہیں اور خاندان کو جوڑے رکھنے میں سب سے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

"اسی لیے مشرقی لوگ جو مغرب کا سفر کرتے ہی تو اپنے گھروں کو یاد کر کے روتے ہیں۔" مسز ایڈم ٹشو سے آنکھیں رگڑنے لگیں۔

امرحہ ترچھی نظروں سے تینوں خواتین کو دیکھتی رہی۔ اس نے یہاں اپنی بہترین پرفارمنس دی تھی۔ ڈی این اے بچی خاموشی سے امرحہ کے پاس بیٹھی اسے ہمہ تن گوش سن رہی تھی۔ امرحہ کو صرف ایک اس بچی سے ڈر تھا کہ کہیں وہ اسے غلط ثابت نہ کر دے۔

"تم اپنے گھر کو یاد کر کے روتی ہو؟" ڈی این اے بچی نے پوچھا۔

اب امرحہ اسے کیا بتاتی کہ اسے تو اس خیال سے ہی رونا آ جاتا تھا کہ اسے کبھی تو واپس گھر جانا ہی ہے۔

"نہیں۔۔۔ ابھی مجھ پر یہ نوبت نہیں آئی۔"

"پاکستانیوں کی کوئی ایک بڑی خوبی بتاؤ؟"
"وہ بدترین حالات میں بھی زندہ رہنا جانتے ہیں۔" امرحہ نے جھٹ کہا۔
"مانچسٹر والوں کی کوئی ایک بڑی خوبی بتاؤ؟" امرحہ نے پوچھا۔
"ہم بدترین حالات کو بدلنا جانتے ہیں۔" اس نے مضبوط قوت ارادی کے تاثر کے ساتھ کہا۔
امرحہ دنگ سے دیکھتی رہ گئی۔
ان سب کے ساتھ گروپ فوٹو لی گئیں۔ مسٹر ایڈم نے ان کے لیے ایک چھوٹی سی تقریر کی، جس کے آخری جملے کو امرحہ نے ڈی این اے بچی کی طرح نوٹ بک میں نوٹ کرلیا۔

Thereare never any winners or any looser participation is Remember that and enjoy the challenge of each moments

as it arises now

امرحہ اپنے ساتھ اپنی غیر استعمال شدہ ایک گرم شال اور ایک کشمیری طرز کا شولڈر بیگ لے گئی تھی اور ایک چوڑیوں کا سیٹ تھا اس کے پاس۔ یہ تینوں چیزیں اس نے تینوں خواتین کو پیش کیں اور ان تینوں کے چہرے ایسے دمکنے لگے جیسے انہیں بیش قیمت جواہر پیش کردیے گئے ہوں۔ جاتے ہوئے ان سب کو ہوم بیک پائی دی گئی۔ ڈی این اے بچی نے اسے اپنا ای میل ایڈریس دیا کہ امرحہ ہر صورت اسے اپنی رپورٹ بھیج دے۔
امرحہ اسے ضرور بھیج دے گی، اگر وہ اپنا ڈی این اے کروانے میں کامیاب ہوگئی اور خوش قسمتی سے وہ ریڈ انڈین بھی نکل آئی تو۔

☼ ☼ ☼

مانچسٹر پکاڈلی گارڈن میں 230 فٹ اونچا اسٹار فلائر (Star-Flyer) جھولا تھا۔
"امرحہ..... دیکھو گی کہ دو سو تیس فٹ کی بلندی سے مانچسٹر کیسا لگتا ہے؟" یونی کے باغ میں گم صم بیٹھا دیکھ کر ویرا نے قریب آکر اسے لالچ دی اور زبردستی اسے اپنے ساتھ بٹھا کر پکاڈلی گارڈن لے آئی..... کچھ وہ اداس تھی کہ قریب سے گزرتے عالیان سے اس نے ہائے کہا تو وہ اتنی تیزی سے آگے بڑھ گیا جیسے وہ اس سے کوئی خیرات مانگ رہی ہو اور وہ اسے خیرات دیتے دیتے تھک گیا ہو..... اور کچھ وہ اپنے ذہن کو کہیں اور لگانا چاہتی تھی، تاکہ کم سے کم سوچ سکے کہ وہ مانچسٹر کو 230 فٹ کی بلندی سے دیکھنے کے لیے جھولے میں بیٹھ گئی۔
لیکن دو سو تیس فٹ کی بلندی سے اسے مانچسٹر تو کہیں بھی نظر نہیں آرہا تھا..... وہاں سے تو موت نظر آرہی تھی..... موت.....
ویرا نے اس کی کمر میں گھونسا جڑا۔ "خاموش بیٹھو امرحہ"۔
لیکن امرحہ نے دور..... بہت دور دھندلے ہوتے مانچسٹر کو جیسے آخری بار دیکھا اور سارے مانچسٹر کو گواہ بنایا کہ میں مرنے جارہی ہوں..... آؤ اور مجھے بچالو..... ہائے مجھے بچالو....."
وہ ایسے چلائی..... ایسے چلائی اور چلاتی ہی رہی کہ بہت سے وقتی بہرے ہوگئے ہوں گے یونی کے کئی اسٹوڈنٹس اسٹار فلائر میں موجود تھے۔ گول گول گھومتے جھولے میں بیٹھے انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں۔ ویرا نے سختی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا۔ مرنے والوں کے ساتھ کوئی ایسا کرتا ہے بھلا۔ وہ مرنے جارہی ہو اور چلائے بھی نا۔ دادا۔ دادی جی۔
وہ تو اس لیے بھی اسٹار فلائر میں بیٹھ گئی تھی کہ روسی کمانڈو ویرا کے آگے اس کی سبکی نہ ہو..... پر سبکی بہتر تھی..... بہ نسبت موت کے ہے نا "تم اتنا ڈرتی ہو۔" زمین پر آتے ہی ویرا نے اس کے بازو میں زوردار چٹکی بھری تم امرحہ سن سی نہ ہو چکی ہوتی تو اس چٹکی پر چلا

اٹھتی۔

"مجھے نہیں پتا تھا میں اتنا ڈروں گی..... ویسے ایسے ڈرتی نہیں آج نجانے کیوں ڈر سی گئی..... " امرحہ صاف جھوٹ بول رہی تھی۔

"مجھے یقین ہوگیا تھا کہ یہ اسٹار فلائر کا آخری رائڈ (Ride) تھا تم مرجاتیں اوپر ہی تو حکومت اسے بین کردیتی....."

شکر تھا وہاں کارل نہیں تھا..... امرحہ آس پاس شرمندہ شرمندہ سی دیکھ رہی تھی۔ جو لوگ ان کے ساتھ جھولے میں بیٹھے تھے وہ بھی کڑے تیوروں سے دونوں کو گھور کر گزر رہے تھے یعنی ہمارا تو مزا خراب کروایا نا "یو یونی چک" (You Uni Chick)..... Huh.....

امرحہ رات کو سوئی تو پھر سے دو سو تیس فٹ کی بلندی پر تھی..... آنکھ کھلی تو سادھنا اور این اون اس کے سرہانے کھڑی تھیں..... ویرا نے ضرورت ہی محسوس نہیں کی تھی آنے کی.....

"کوئی برا خواب دیکھ لیا ہے؟" سادھنا اسے پانی پلانے لگی۔

"میں ٹھیک ہوں..... شکریہ آپ دونوں جائیں۔"

این اون اس کی ہتھیلیاں مسل رہی تھی۔

"جب تم ٹھیک ہوتی ہو تو ایسے چلاتی ہو؟" این اون نے اپنے دل پر رکھ کر کہا اور کمرے سے چلی گئی۔

"کوئی پریشان ہے تمہیں امرحہ؟" سادھنا اس کے قریب بیٹھ گئی۔

"نہیں۔"

"تم پہلے جیسی نہیں رہیں۔"

"پہلے جیسی کیسی.....؟"

"تم مرجھا سی گئی ہو..... ایسے لگتا ہے تمہارے اندر کچھ سوکھتا جارہا ہے۔"

"تھک جاتی ہوں میں۔"

"کاش یہ تھکن ہی ہو..... اور تم بالکل ٹھیک ہو....." سادھنا اس کے بال چھو کر چلی گئی۔

"کاش یہ خواب ہی ہو..... اور کھڑکی کے پیچھے عالیان کھڑا ہو۔" کروٹ بدل کر اس نے سونے کی کوشش کی.....

اگلے دن شروع کے دو لیکچرز چھوڑ کر اسے ایک پاکستانی گھر جانا پڑا..... سادھنا کی کمر میں بہت درد تھا اور وہ اپنی ڈیوٹی دینے نہیں جاسکتی تھی، لیکن خاتون بضد تھیں کہ ان کے گھر شام کو پارٹی ہے، اس لیے سادھنا ہر صورت اپنا کام کرکے جائے..... سادھنا کو کمر پر ہاتھ رکھے کراہتے ہوئے دیکھا تو امرحہ نے اس کی جگہ جاکر کام کی پیش کش کی، جو سادھنا نے بہت مشکل سے مانی..... خاتون نے اس سے سارے گھر کا اتنا کام لیا کہ وہ واپس یونیورسٹی جانے کے قابل ہی نہیں رہی۔

یونیورسٹی..... جاب..... پڑھائی..... اسے یہ سب پہلے مشکل لگتا تھا۔ لیکن اب وہ اس کی عادی ہوچکی تھی..... زندگی تھوڑی سی مشکل تھی بدترین نہیں..... ہاں جو سکون اس کے پاس ہوا کرتا تھا اب وہ کہیں نہیں رہا تھا.....

اسی دوران اسے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے اسٹوڈنٹس کے ساتھ شیکسپیئر کے اسٹیج ڈرامے دیکھنے کا اتفاق ہوا..... شیکسپیئر کے لکھے ڈرامے اچھے تھے، باکمال ہوتے تھے، لیکن اسٹیج پر آکر تو انہوں نے حد ہی کردی تھی..... اتنے زبردست کہ آنکھ جھپکے بنا دیکھتے جاؤ۔

دوسرے سمسٹر میں کورس کی نوعیت بدل گئی تھی اور وہ مشکل لگنے لگا تھا..... یونیورسٹی میں مشہور ہے کہ جب تک پہلے سمسٹر کی کتابوں کے ساتھ جان پہچان اور دوستی ہونے لگتی ہے سمسٹر ختم ہوجاتا ہے اور دوستی جو ہوتے ہوئے رہ چکی ہوتی ہے وہ ایگزامز میں دشمنی نبھا کر جاتی ہے۔

نہیں..... نہیں..... اس میں بے چارے اسٹوڈنٹس کا تو قصور نہیں وہ تو کتابوں کو بھی ایسے ہی سر پر سوار کرتے ہیں جیسے فیس بک، ٹوئٹر، یوٹیوب کو..... انہیں انہیں پڑھنے کی بھی اتنی ہی بے قراری ہوتی ہے جتنی لاگ ان ہونے کی.....

امرحہ کو ٹرافورڈ شاپنگ سینٹر میں بالی ووڈ ڈھابہ میں اچھے معاوضہ پر جاب آفر ہوئی تھی لیکن اس نے انکار

کردیا..... اس کا دل نہیں چاہا اپنا اسٹور چھوڑ کر جانے کے لیے..... وہاں سات سیلز مین اور دو منیجر تھے وہ ان سب کی عادی ہو چکی تھی۔ بغیر کسی وجہ کے ان سے وابستگی محسوس کرتی تھی۔

امرحہ تبدیلی کو پسند بھی کرتی تھی اور تبدیلی سے خائف بھی رہتی تھی..... اس نے اپنی زندگی میں ایک چیز کے لیے پوری شدت سے تبدیلی کی خواہش کی تھی۔ اپنے ماحول کے بدل جانے کی..... پاکستان میں اس کے لیے بنادیے گئے ماحول میں اس کا دم گھٹتا تھا..... وہ وہاں سے بھاگ نکلنا چاہتی تھی۔

اور اب یہاں..... یہاں اسے ہر چیز کے ساتھ گہری وابستگی محسوس ہوتی تھی..... یونیورسٹی کے ساتھ..... اپنی کلاس..... کلاس میں موجود اپنی نشست کے ساتھ' کلاس ڈور تک کے ساتھ..... یونی کے ایک ایک درخت' گھاس کے ایک ایک قطعے کے ساتھ..... یونی میں جا بجا ایستادہ خاموش مشہور شخصیات کے مجسموں تک کے ساتھ بھی..... ہر چیز اسے اپنا آپ محسوس کرواتی تھی..... اس سے باتیں کرتی تھی..... وہ جانتی تھی وہ مانچسٹر میں مہمان ہے اور یہی چیز اسے کرب میں مبتلا کردیتی تھی..... آکسفورڈ روڈ پر واقع چرچ کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر وہ کبھی کبھی دادا سے بات کرلیا کرتی تھی ورنہ خاموش بیٹھی آتی جاتی ڈبل ڈیک بسوں کو تکا کرتی تھی اور ہنستے مسکراتے باتیں کرتے اسٹوڈنٹس کو کسی قدر حسرت لیے دیکھا کرتی تھی..... کبھی وہ بھی ہنسنے والوں میں شامل رہی تھی..... بے فکری تھی.....

چرچ کی سیڑھیوں پر اکیلے بیٹھنے کی نوبت وہ خود پر خود لے آئی تھی..... اور اکثر وہ وہاں پائی جاتی..... اور سوچا کرتی کہ اگر اسے پاکستان جانا ہے تو ان سب چیزوں کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے جانا ہے..... یہ سب جو اس کا اپنا نہیں تھا لیکن جس نے اسے اپنا بنالیا تھا.....

یہ سب اپنا ہے..... یہ سب اپنا نہیں رہے گا..... یہ یہیں رہ جائے گا..... اگر یہ سب یہیں رہ جائے گا تو وہ تو خالی ہاتھ رہ جائے گی نا..... تو کیا مانچسٹر اسے سب دے کر سب واپس بھی لے لے گا.....

دوسرے سمسٹر نے اس پر خوف طاری کردیا تھا۔ دوسرا سمسٹر بھی ایک دن ختم ہوجائے گا' تیسرا اور چوتھا بھی..... بس پھر سب ختم..... چلو گھر واپس..... اسی ماحول میں' جس میں وہ نحس تھی.....

وہ رات کو مانچسٹر میں سوتی..... صبح آنکھ کھلتی تو لاہور ماڈل ٹاؤن اپنے گھر میں ہوتی..... دادا کے کمرے کی کھڑکیوں سے روشنی لکیر بناتی عین اس کی آنکھوں پر برس رہی ہوتی۔ تلملا کر وہ آنکھ کھولتی سامنے ہی دادا اور اس کی مشترکہ تصویر دیوار پر جگمگا رہی ہوتی..... وہ چیخ مار کر اٹھ جاتی۔

''میں لاہور کب آئی..... مانچسٹر کہاں گیا؟''

اس کے دل کے دھڑکنے کی رفتار خطرناک حد تک بڑھ جاتی' شٹل کاک کے نیم اندھیرے کمرے میں وہ گہری گہری سانسیں لے رہی ہوتی' اٹھ کر کھڑکی تک جاتی' باہر مانچسٹر پر نظر دوڑاتی..... اسے پھر بھی لگتا یہ خواب ہی ہے..... حقیقت میں تو وہ ماڈل ٹاؤن اپنے گھر کے بیڈ پر سوئی یہ خواب دیکھ رہی ہے.....

وہ ویرا کو فون کرتی..... ''ویرا! صبح یونیورسٹی جانا ہے۔''

''نہیں..... صبح تمہیں الیکٹرک چیئر پر بٹھایا جانا ہے..... صبح تمہاری موت کا دن ہے.....'' ویرا چلا کر کہتی۔

وہ کئی بار اس بے چاری کو ایسے تنگ کرچکی تھی۔

''تمہیں یہ راتوں کو کیا دورے پڑتے ہیں امرحہ.....'' ویرا صبح پوچھتی۔

اب وہ اسے اپنے دوروں کی کیفیت کیا سمجھاتی کہ اس کی آنکھ جب لاہور میں کھلتی ہے تو اس پر کیا گزرتی ہے.....

وہ سائی کے پاس اگلی صبح آئی.....

''سائی! میں نے خواب میں دیکھا کہ تمہاری شادی ہو رہی ہے۔''

''اچھا!'' وہ مسکرانے لگا' کیا مجھے اب یہ نہیں پوچھ لینا چاہیے کہ کس کے ساتھ؟''

''ہاں پوچھ لو..... لڑکی کا چہرہ تو نظر نہیں آیا لیکن اس

نے چولی پہن رکھی تھی ہاتھوں میں گول گول مہندی لگا رکھی تھی۔"

بسنت بہاری رنگوں نے سائی کے وجود کا احاطہ کیا۔

"سنا ہے خواب الٹے ہوتے ہیں جیسے وہ نظر آتے ہیں اس سے....."

"یہ الٹ نہیں ہوگا..... میرے دادا کہتے ہیں فجر کے وقت دیکھے گئے خواب سچے ہوتے ہیں۔"

"کیا واقعی؟" بسنت بہاری رنگ پھر سے اس کے وجود کے گرد اڑانیں بھرنے لگے۔

"مجھے حیرت ہے کہ تم نے میرے لیے خواب دیکھا۔"

"مجھے حیرت نہیں ہے..... ہم باقاعدہ دوست نہ سہی ہم میں ایک تعلق تو ہے..... تم نے کتنی بار سنا ہے مجھے....."

سائی کی آنکھیں نم ہوگئیں وہ Say it all تھا۔ پوری یونی اس کے پاس آتی تھی..... اور وہ..... اس کے پاس کوئی نہیں ہوگا شاید۔

"میں جذباتی ہو رہا ہوں، مجھے تمہارا خواب اچھا لگا۔"

"کیا تم مجھے اپنی شادی میں بلاؤ گے؟"

"کیا تم میری شادی میں آؤ گی..... ہاں ضرور آنا..... عالیان کے ساتھ..... اوہ....." اس نے اپنی زبان پکڑی..... وہ واقعی جذباتی ہو رہا تھا اس کی زبان پھسل گئی تھی..... مطلب عالیان بھی اس کے پاس آیا تھا..... شاید آدھی رات کو آیا ہو..... اسے جگا کر بورڈ کو اس کے پاس ٹکا کر..... یا اسے اپنے ساتھ چہل قدمی پر آمادہ کرکے.....

بہار سے پہلے اور بہار کے بعد نجانے وہ کتنی بار آچکا ہوگا سائی کے پاس..... امرحہ سے ملنے کے بعد اور امرحہ کو چھوڑ دینے کے بعد.....

سائی کے سامنے قہقہے لگاتے ہوئے..... سائی کے سامنے آنسو چھپاتے ہوئے..... ایک بار امرحہ نے عالیان سے پوچھا تھا۔

"تم کبھی سائی کے پاس گئے ہو؟"

"ہاں!" وہ شرارت سے مسکرانے لگا..... مسخری ہنسی.....

"تم ایسے کیوں ہنس رہے ہو؟"

"ایسے کیسے؟"

"مسخری سے....."

"مجھے تو پتا بھی نہیں کہ میں مسخری ہنسی ہنس رہا ہوں۔"

"ایک بار میری بہن بھی ایسے ہی ہنسی تھی میں نے اس کے بال پکڑ لیے تھے..... دوبارہ نہیں اس نے مجھے چڑایا تھا....."

"میں تمہیں چڑا تو نہیں رہا۔ البتہ تم میرے بال پکڑ سکتی ہو..... ویسے بال پکڑ کر تم کیا کرتی ہو.....؟"

"میں نے اس کا سر دیوار میں دے مارا تھا....."

غیر ارادی طور پر عالیان اس سے ایک قدم دور ہوا..... اپنا سر بچانے کے لیے..... امرحہ نے فلک شگاف قہقہہ لگایا۔

"مجھے یقین دلاؤ کہ تم مذاق ہی کر رہی ہو....." وہ رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"میں نے ایسا کیا ہے....." امرحہ کو اس کی حیرت اچھی لگی۔

"تم بہت چھوٹی ہوگی تب نا....." حیرت سے اس کی آنکھیں امرحہ پر ٹھہری گئیں۔

"نہیں..... میں فرسٹ ایر میں تھی تب....."

"اور اس کا کیا بنا؟" بائیں ہاتھ کی پہلی انگلی کو اس نے بائیں آنکھ کے کنارے رکھا۔

"کس کا میری بہن کا؟" امرحہ کو اس کی حیرت اچھی لگی۔

"نہیں اس کے بے چارے سر کا.....؟"

"ٹھیک ہی رہا..... بس اب وہ ذرا سی تیز آواز میں بات کرے تو اس کے سر میں ٹیس اٹھتی ہے....." امرحہ نے اپنی ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔

"کیا اب بھی تم تیار ہو اپنے بال پکڑوانے کے لیے۔"

"نہیں..... بالکل نہیں....." وہ اپنے سر کو اس سے

اور دور لے گیا۔

"پھر بتاؤ تم نے سائی سے کیا کہا..... میرے بارے میں ہی کچھ کہا ہو گا.....؟"

"تمہیں یہ یقین کیوں ہے کہ تمہارے بارے میں ہی کچھ کہا ہو گا.....؟"

"تمہارے ہنسنے کے انداز سے..... کیا تم نے اسے یہ بتایا ہے کہ میں بھیں بھیں کر کے روتی ہوں اور ایسا کرتے کس قدر بری لگتی ہوں..... یا تم نے اسے یہ بتایا ہے کہ میں نے تمہیں تھپڑ مار دیا تھا.....؟"

عالیان لب دبائے اپنی ہنسی دبانے کی کوششیں کرتا رہا اور جب مذاقاً" صرف اسے ڈرانے کے لیے امرحہ نے ہاتھ اس کے بالوں کی طرف بڑھائے تو وہ قہقہہ لگاتا ہوا بھاگ گیا۔

"میں اب اسے یہ بتانے جا رہا ہوں کہ وہ تم جیسی خونخوار جنگلی بلی سے بچ کر رہے....." جاتے ہوئے وہ کہہ گیا۔

سائی دیکھ رہا تھا کہ امرحہ چپ کی چپ ہی رہ گئی ہے.....

"امرحہ....." سائی نے اسے متوجہ کیا۔

خاموشی سے سائی کو دیکھ کر امرحہ اس کے پاس سے چلی آئی..... اور بزنس ڈیپارٹمنٹ آ گئی۔

کاش آج تو اسے عالیان نظر آ جائے..... اور کوریڈور میں دیوار کے ساتھ سر ٹکائے' ایک سیدھی اور ایک ترچھی ٹانگ کھڑی کیے اپنے آئی فون کے ساتھ مصروف وہ اسے نظر آ گیا..... امرحہ کو خود کو دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ اتنے بڑے مانچسٹر میں اکیلی رہ گئی ہے..... جبکہ اسے دیکھ کر اس نے جانا کہ اکیلا ہونا کسے کہتے ہیں.....

وہ ایسے خاموش کھڑا تھا جیسے اس کی زبان نے کبھی کلام کی زحمت ہی نہیں اٹھائی' نہ وہ یہ خواہش رکھتی ہے..... کوئی اتنا خاموش ہو سکتا ہے کہ اس پر یہ گمان گزرے..... عالیان پر یہ گمان پختہ ہو رہا تھا..... جن بہاروں کو ساتھ لیے وہ چلا پھرا کرتا تھا' ان سب بہاروں کو خفا کیے ان سے خفا ہوئے وہ بے نور سا کھڑا تھا.....

اسے دیکھ کر مسکرانے پر مائل لوگ مسکراہٹ روک لینے پر مجبور ہو جاتے تھے..... امرحہ کو اس کی اس شبیہ نے ساکت و جامد سا کر دیا..... کیا یہ عالیان تھا؟

"تم یہاں ایسے کیوں کھڑی ہو؟" ویرا پیچھے سے آئی اس کے ہاتھ میں دو کافی مگ تھے۔

"نہیں..... میں تمہیں ڈھونڈنے آئی تھی۔"

"کیا میں گم ہو چکی ہوں..... کب؟"

"مجھے تمہارا فون چاہیے تھا' دادا سے بات کرنی ہے..... میرے فون میں کچھ مسئلہ ہے' لاؤ اپنا فون دکھاؤ....." وہ ویرا تھی..... ویرا..... زیرو..... زیرو' سیونٹی (0070)

"تم اپنا فون دے رہی ہو یا نہیں....." امرحہ نے برا ماننے کی اداکاری کی۔

"اپنا فون دو' میں ٹھیک کر دیتی ہوں پاگل....."

"وہ خراب تھا میں گھر چھوڑ آئی ہوں....." امرحہ کی قسمت خراب کہ اسی وقت اس کے بیگ کی اوپری جیب میں رکھے فون پر کسی کا میسج آیا..... کس پاگل نے اسے اس وقت میسج بھیجا تھا..... یہ کوئی وقت تھا بھلا..... ویرا نے دائیں آنکھ کی کمان اچکائی "یعنی فون تو گھر ہے نا امرحہ..... ہے نا.....؟"

"اوہ یہ تو میرے پاس ہی ہے....." امرحہ کی اداکاری عروج پر تھی۔

"اور بھی دیکھ لو۔ کیا کیا تمہارے پاس ہی ہے جسے تم گمشدہ سمجھے بیٹھی ہو۔"

"یہ کافی کس کے لیے ہے؟"

"میرے اور عالیان کے لیے۔"

نجانے کیوں لیکن اسے لگا کہ گرم کافی ویرا نے اس پر انڈیل دی ہے..... وہ ہے کون عالیان کے لیے کافی لے جانے والی..... اور عالیان کیوں پیے گا اس کی کافی..... جی نہیں..... نہیں پیتا وہ ایسے ویسوں کی کافی ٹوئیٹ..... سوچ کا یہ ریلہ ایک دم سے اس کے ذہن میں آیا..... وہ تیزی سے جانے لگی اور جاتے جاتے اپنے ایشین فلیگ کے نام سے مشہور ہو چکے دوپٹے کو تیزی سے سنبھالنے کی آسکر ایوارڈ اداکاری کرتے ویرا

کی کافی گرا بیٹھی۔
"اوہ سوری....." کریمی ایوارڈ اداکاری۔
ویرا کی دائیں آنکھ کی کمان پھر سے اچکی
"امرحہ....."
ویرا نے اتنا ہی کہا تھا کہ امرحہ جلدی سے واپس پلٹ آئی..... عالیان اس سے ناراض ہے..... ٹھیک ہے ایسا ہی ہے..... لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ..... کہ.....
خیالات کا ہجوم اس کے دماغ میں جھکڑ کی طرح چلنے لگا..... وہ عالیان کو دیکھنے کیوں گئی تھی..... کیوں.....؟ یہ سوال اس کے اندر بازگشت بن گیا.....
سب ٹھیک ہو جائے گا یا بس سب ختم ہو جائے گا.....؟ امرحہ بلاوجہ یونیورسٹی میں چکر لگانے لگی..... اسے کسی پل چین نہیں تھا..... سو جھوٹ سچ بول کر اس نے اپنے آپ کو تسلی دے لی تھی..... تو وہ تسلی قائم کیوں نہیں رہ رہی تھی..... وہ پاگل بنی بلاوجہ یہاں سے وہاں گھوم رہی ہے.....
"یہ کیا تم تتلی بنی چکرا رہی ہو.....؟" کسی نے کبھی اس کے پیچھے آکر کہا تھا.....
"میں یونہی گھوم رہی ہوں....."
"میں تمہیں روز ہی یونہی گھومتے دیکھتا ہوں..... کتنا گھومنا ہے تم نے.....؟"
"مجھے ایسا کرنا پسند ہے..... لیکن ٹھہرو..... تم روز میرا پیچھا کرتے ہو؟"
ایک دم اس کے چہرے کے رنگ بدلے جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو.....
"ایسی باتیں معلوم ہو ہی جاتی ہیں....."
"تم میری جاسوسی کرتے ہو نا.....؟"
"اسے جاسوسی کا نام نہیں دیا جا سکتا....." بیگ میں سے اس نے دو لولی پاپ نکالے ایک خود کھانے لگا ایک اس کے آگے کیا۔
"کیا تم دائم کے لیے کام کر رہے ہو..... اسے یہ خوف رہتا ہے کہ یونیورسٹی میں، میں ضرور کچھ الٹا سیدھا کر کے پاکستان کا نام لے ڈوبوں گی..... اسے میری سمجھ داری پر شک کیوں ہے آخر.....؟"
لولی پاپ منہ میں دبائے وہ جی جان لگا کر ہنسا "تم باتوں کو کتنے رخ دے ڈالتی ہو امرحہ.....! تم ایسی باتیں کرنا کہاں سے سیکھتی ہو..... نہ میں تمہاری جاسوسی کر رہا ہوں..... نہ ہی دائم نے مجھے تمہارے پیچھے لگایا ہے..... ویسے پاکستان میں تم کافی مقبول رہی ہو گی....."
امرحہ سناٹے میں آ گئی..... اسے کیسے معلوم یہ..... "اس بات سے تمہارا کیا مطلب ہے آخر.....؟"
اس کا رنگ فق ہو گیا۔
لولی پاپ منہ سے نکال کر وہ بلند بانگ قہقہے لگانے لگا..... "تمہاری شکل بتا رہی ہے کہ میری بات کو پھر سے تم نے اپنی مرضی کا رنگ دے ڈالا ہے..... تم باتوں کو اپنی مرضی کے رنگ دیتی ہو..... اور ایسے غصہ کرتی ہو..... بھڑکتی ہو..... اور چڑ جاتی ہو..... کتنا زرخیز دماغ ہے تمہارا امرحہ..... میں نے آج تک اتنا زرخیز دماغ کسی کا نہیں دیکھا..... امرحہ نت نئی سوچوں کی عظیم کاشت کار..... ہاہاہا....."
"یہ پکڑو اپنا لولی پاپ..... میں نہیں کھاتی یہ..... بچی نہیں ہوں میں....." وہ برا مان گئی اور آگے بڑھ گئی اور وہ لولی پاپ ہاتھ میں پکڑے اس کے پیچھے ہو لیا..... اور تب تک اس کے پیچھے ہی رہا، جب تک اس نے وہ لولی پاپ کھا نہیں لیا۔
خود سے اور سوچوں سے تھک کر امرحہ نے خود کو تھکا ڈالا..... ایسی تھکن جو کسی آرام اور دوا سے جانے والی نہ تھی.....

☼ ☼ ☼

"کھیل تماشا" کتاب دس بار سے زیادہ لیڈی مہر کو سنائی جا چکی تھی۔ ماسٹر بالی اور رجنی نے شٹل کاک میں دیر تک راج کیا تھا۔ لیڈی مہر کا دل ہی نہیں بھرتا تھا اس کتاب کو سن سن کر..... اور امرحہ کو ایسے یاد ہو گئی تھی کہ وہ آرام سے شروع سے آخر تک تقریر کی طرح اسے سنا سکتی تھی..... دسویں بار تو امرحہ نے کتاب پکڑنے کی زحمت ہی کی تھی ورنہ کتاب تو اسے ازبر

ہو چکی تھی۔

پھر امرحہ انہیں ایک محبت سو افسانے سنانے لگی۔۔۔۔ نہیں نہیں اشفاق احمد کے لکھے نہیں یونیورسٹی میں لکھے جانے والے چلتے پھرتے افسانے۔

"سائی کی طرف سے تو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا لیکن دیپا گجرات سے ہے۔ اور سنا ہے اس کے خاندان والے خاصے روایتی ہیں۔۔۔۔ انہیں اگر معلوم ہو جائے کہ دیپا ایک سیاہ فام عیسائی کو پسند کرنے لگی ہے تو مشکل سے ہی اسے ایک بھی دن یونی میں رہنے دیں۔۔۔۔"

لیڈی مہر سر ہلاتی رہیں انہیں سائی کی کہانی نے جذباتی کر دیا تھا۔

"مجھے تو عالیان کی فکر ہونے لگی ہے تمہاری کہانیاں سن سن کر۔۔۔۔"

امرحہ نے لیڈی مہر کو دیکھ کر نظریں چرا لیں۔

"شارلٹ بھی آنے والی ہے فون آیا تھا اس کا۔۔۔۔ عالیان بھی شاید کسی نمونے کو پسند کر چکا ہو گا۔۔۔۔" وہ خاموش سی ہو گئیں۔

"عالیان کتنا بھی انکار کرے میں جلد ہی اس کی شادی کر دوں گی۔۔۔۔ وہ کہتا ہے کامیاب بزنس مین بن جاؤں گا تو سوچوں گا۔۔۔۔ لیکن تب تک شاید میں دیکھ نہ سکوں۔۔۔۔ مجھے انکار تو نہیں کرے گا لیکن میں زبردستی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔"

"آپ اس سے بہت پیار کرتی ہیں نا؟"

"نہیں۔۔۔۔ وہ مجھ سے بہت پیار کرتا ہے۔۔۔۔ اس کی محبت مجھے حیران کر دیتی ہے۔۔۔۔ میں نے ایک سال پہلے اسے منع کیا تھا کہ مجھ سے پوچھے بغیر وہ گھر نہ آیا کرے۔۔۔۔ دیکھ لو، میری سالگرہ کے علاوہ وہ کبھی مجھ سے پوچھے بغیر گھر نہیں آتا۔۔۔۔ وہ کچھ نہ کہے مجھ سے، میرے لیے کچھ خاص نہ کرے۔۔۔۔ مجھے خبر ہو جاتی ہے کہ میرے دس بچوں میں سے سب سے زیادہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔۔۔۔ دوسرے بچے احسان مند ہو کر عقیدت میں مجھ سے محبت کرتے ہیں لیکن پہلی بار جب میں نے اسے گود میں بٹھایا اور اس کی روتی ہوئی آنکھوں کو چوما تو وہ ایسے میرے سینے سے لگ گیا جیسے مجھ میں سما جائے گا۔۔۔۔ وہ مجھ سے بار بار پوچھتا۔ میں اسے چھوڑ کر تو نہیں جاؤں گی۔۔۔۔ اس کی ماں کے بعد میں دوسری عورت ہوں جس سے وہ بے تحاشا محبت کرتا ہے۔ اور مجھے یقین ہے تیسری عورت اس کی بیوی ہو گی جس پر وہ قربان ہی ہو جائے گا۔۔۔۔ عالیان بہت سمجھ دار ہے لیکن بعض معاملات میں وہ بہت شدت پسند بھی ہے۔"

"عالیان کے ماں باپ، خاندان۔۔۔۔" اس نے ہمت کر کے پوچھا۔ ایک بار پہلے بھی اس نے یہ ہمت کی تھی اور لیڈی مہر نے کہا تھا کہ وہ اپنے بچوں کے ماضی کے بارے میں ان کے علاوہ کسی اور سے بات کرنا نہیں چاہتیں، یہ بہت حساس معاملہ ہے۔

"تم عالیان کی دوست ہو امرحہ۔۔۔۔! لیکن یہ غلطی کبھی نہ کرنا۔ اس سے اس کے ماضی کے بارے میں پوچھنے کی۔۔۔۔ ایک بار میں نے کوشش کی تھی۔ اس

نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں اس بارے میں کبھی بات نہ کروں..... وہ تکلیف سے گزرنا نہیں چاہتا، اتنے سے ذکر پر ہی وہ کئی دن گم صم رہا تھا..... ایک دن وہ ٹھیک ہوجائے گا میں جانتی ہوں..... ہر دکھ اور صدمے کے بھرنے کا اپنا ایک الگ وقت اور انداز ہوتا ہے..... میرے لیے تو یہی بہت ہے کہ وہ اپنی زندگی میں خوش باش ہے، بہت مشکل سے میں نے اسے ٹھیک کیا تھا..... جب تک وہ اور ٹھیک نہ ہوجائے میں کسی کو اسے تکلیف دینے نہیں دوں گی..... وہ کوئی بھی ہو..... خاندان کے نام پر اس کے پاس ایک ماں تھی جو جوانی میں ہی مرگئی..... اب میں ہوں اس کا خاندان..... اسی لیے مجھے ڈر لگا رہتا ہے کہ وہ کسی ایشیائی لڑکی کو پسند نہ کرلے..... ذات پات، خاندان، یہ سب ایشیائی لوگوں کے لیے بہت اہم ہوتا ہے۔ ایک سال پہلے یونیورسٹی میں عالیان کا ایک دوست بنا تھا، پاکستان سے تھا..... اچھا دوست تھا اس کا، لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ عالیان کی ماں ایک عیسائی عورت تھی تو اس نے آہستہ آہستہ عالیان سے تعلق ہی ختم کرلیا۔ کہاں وہ عالیان کو اپنی زمینوں اور باغوں کی سیر کے لیے بلا رہا تھا..... عالیان بہت آبدیدہ ہوا تھا اس لڑکے کے سلوک سے..... زمانہ جاہلیت میں جو لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے جو مشرک تھے اور پھر وہ مسلمان ہوگئے لیکن ان میں سے بہت سوں کے گھر والے مسلمان نہیں ہوئے تھے تو کیا جو مسلمان ہوچکے تھے وہ اس لیے قابل نفرت رہے ہوں گے کہ ان کے خاندان کے لوگ ابھی بھی مشرک ہیں۔

جب عالیان چھوٹا تھا تو میں نے اسے بتایا کہ اس کے کاغذات میں دو مذاہب لکھے گئے ہیں..... اسلام، عیسائیت..... اسے دونوں مذاہب کی تعلیم دی گئی..... میں نے اس سے درخواست کی کہ وہ بالغ ہونے تک کوئی ایسا کام نہ کرے جو اسلام کے منافی ہو اور اس نے میری درخواست مانی.....

میں نے عیسائی بچے بھی پالے ہیں امرحہ! لیکن میں نے کبھی ان کی مذہبی تعلیم میں اپنی خودغرضی کو آڑے آنے نہیں دیا..... میں چاہتی تو سب بچوں کو اسلام قبول کرنے کے لیے کہہ سکتی تھی، وہ مجھ سے اتنے متاثر تھے کہ فوراً میری بات مان لیتے وہ مجھے خدا کے بعد کا درجہ دیتے تھے۔ لیکن میں اپنی ذات میں چھوٹی ہوجاتی..... میرے دو بیٹے اسلام کی اسٹڈی کررہے ہیں اللہ کو منظور ہوا تو وہ مسلمان ہوجائیں گے..... شارلٹ..... مورگن کبھی غیر مناسب لباس نہیں پہنتیں..... میرے لیے اتنا ہی بہت ہے..... میری روایات میں سے انہوں نے کچھ کو اپنا لیا ہے۔ وہ مجھے وضو کرواتے رہے ہیں..... میں قرآن پڑھا کرتی تھی تو میرے پاس بیٹھ جایا کرتے تھے..... اذان پر خاموش ہوجاتے ہیں..... انہیں یاد ہوتا ہے۔ رمضان کب آئے گا..... عید کب ہوگی..... جو احادیث، فرمان میں نے انہیں سنائے ہیں وہ انہیں یاد ہیں.....

دیکھو امرحہ! ہم سچی محبت سے سب کچھ کرسکتے ہیں..... سب..... لیکن خودغرضی تنگ دلی، تعصب کو دل سے ختم کرنا ہوتا ہے..... دل کو صاف کرو..... پاک کرو تو ہی محبت مقدس ہو کر اترتی ہے جسے مقدس ہستیوں پر خدائی پیغامات نازل ہوتے ہیں..... محبت بھی خدائی پیغام ہی تو ہے..... محبت، حساب کتاب سے بری ہوتی ہے..... دل میں بال برابر بھی فرق ہو تو "محبت" اپنا رخ بدل لیتی ہے..... منہ پھیر لیتی ہے..... اس کے "ابدی" قیام کے لیے وجود کو پاکیزہ رکھنا پڑتا ہے۔"

امرحہ خاموش تھی اسے خاموش ہی رہنا تھا۔

چند دنوں بعد اس نے ایک سوٹڈ بوٹڈ آدمی کو تیز آواز میں نشست گاہ میں بحث کرتے سنا..... نشست گاہ کا دروازہ بند تھا پھر بھی اس آدمی کی آوازیں باہر تک آرہی تھیں۔

"کون ہے یہ.....؟" امرحہ نے سادھنا سے پوچھا۔

"معلوم نہیں..... سال ڈیڑھ سال پہلے بھی یہ یہاں آیا تھا۔ کافی بحث کرکے گیا تھا۔ پولیس بلوانی پڑی

تھی بعد میں یہ گھر کے اطراف میں گھومتا پھرتا بھی دیکھا گیا تھا۔"

امرحہ نے رات کو لیڈی مہر سے پوچھا تو انہوں نے سختی کا ایسا تاثر دیا کہ امرحہ معذرت کر کے اٹھ آئی۔

"یعنی دور رہو اس معاملے سے"۔۔۔۔ اور امرحہ دور ہو گئی۔۔۔۔

رات کو وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھی پڑھ رہی تھی کہ اس نے عالیان کو دیکھا۔۔۔۔ اور یہ پہلی بار تھا کہ اسے دیکھ کر اسے بہت برا لگا۔۔۔۔ اس کی سائیکل کے پیچھے ویرا بیٹھی تھی۔۔۔۔

شٹل کاک کے باہر اسے اتار کر وہ چلا گیا اور ویرا ذرا سی لنگڑاتی ہوئی اندر آ گئی۔۔۔۔

"کیا ہوا تمہارے پاؤں کو؟" امرحہ نے بڑی تنقیدی نظروں سے اس کے پیر کو دیکھا۔ اسے اس کے پیر کی قطعاً کوئی فکر نہیں تھی۔۔۔۔

"سڑک پر گر گئی تھی۔ ہلکی سی چوٹ آ گئی ہے۔۔۔۔"

"تمہاری سائیکل کہاں ہے۔۔۔۔؟"

"آج تو میں سائیکل پر گئی ہی نہیں۔۔۔۔"

"تو تم واپس کیسے آئی ہو؟"

ویرا نے بڑے آرام سے اسے دیکھا "امرحہ! تم نے کھڑکی سے دیکھ تو لیا ہے کہ مجھے عالیان چھوڑ کر گیا ہے۔"

امرحہ کو خاموش ہو جانا پڑا۔۔۔۔ یعنی اس کا پاؤں ٹوٹا تو اس نے عالیان سے کہا کہ مجھے گھر چھوڑ آؤ۔۔۔۔ رات کے اس وقت۔۔۔۔ اور وہ بھی آ گیا۔۔۔۔"

رات گہری سیاہ ہو گئی۔۔۔۔ اور نیند سے اڑان بھر لی۔۔۔۔ ساری رات آسمان سے سیاہی برستی رہی۔۔۔۔ سب کچھ اس سیاہی کے لبادے میں ملفوف ہو گیا۔۔۔۔

اس کے لیے اگلی کئی راتیں سونا دوبھر ہو گیا۔

اس نے پھر سے ہمت کی عالیان کے پاس جانے کی۔۔۔۔ دوبارہ گئی اور اس کی پشت دیکھ کر سہم کر پلٹ آئی۔

وہ آنکھیں جو اسے دیکھ کر جگمگایا کرتی تھیں اب اسے پہچاننے سے بھی انکاری ہو جاتیں تو وہ رو سی پڑتی۔۔۔۔ اور پھر ایک بار وہ اسے مخاطب کرنے کی جرات کر بیٹھی۔

"عالیان!" وہ اپنے کسی دوست کے ساتھ بات کر رہا تھا، دوست چلا گیا تو وہ اس کی طرف پلٹا۔۔۔۔ اتنی دیر لگی اسے پلٹنے میں۔۔۔۔

اس سے اگلی بات نہ ہو سکی اور گھبرا کر اس نے بیگ میں سے ایک عدد چاکلیٹ اس کے آگے کی۔۔۔۔

"یہ لو میری طرف سے ٹویٹ۔۔۔۔"

ایک لمحے کے لیے ہی سہی لیکن وہ حیران ہوا۔۔۔۔

"میں تمہارے لیے لائی ہوں۔۔۔۔" امرحہ نے مسکرانے کی کوشش کی جبکہ وہ رو دینے کو تھی۔

"میں ٹویٹ نہیں لیتا۔" اس نے اپنا رخ موڑ لیا۔

"تو مجھے دے دو۔۔۔۔ میں ابھی بھی لیتی ہوں۔۔۔۔"

اس کی پشت سے وہ بولی۔۔۔۔ آواز کانپ رہی تھی اور وہ خود بھی۔۔۔۔

عالیان نے ذرا سی گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا وہ لاجواب ہو چکا تھا۔۔۔۔ صرف ایک لحظے کے لیے وہ پرانا عالیان نظر آیا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا جیسے کسی بھولے بھٹکے انسان نے اسے راستہ پوچھنے کے لیے روکا تھا۔

کتنا کچھ بدل گیا ہے۔۔۔۔ کتنا کچھ بدل رہا ہے۔۔۔۔

امرحہ نے اسے دور تک جاتے دیکھا۔۔۔۔ اور جب وہ نظر آنا بند ہو گیا تو پلٹ گئی۔۔۔۔ جس وقت وہ پلٹی اس وقت عالیان نے اسے بہت دور سے خود کو مکمل چھپا کر جاتے دیکھا۔

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)